شمارہ:۵ | ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ مئی ۲۰۰۶ء | جلد:۲۶

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

www.imamahmadraza.net

ہمدرد

مسلسل اشاعت کا چھبیسواں سال

ماہنامہ
معارفِ رضا
کراچی

شمارہ نمبر 5 جلد نمبر 26 ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ/ مئی ۲۰۰۶ء

ہدیہ فی شمارہ	=/25 روپے
سالانہ:	عام ڈاک سے: -/200
	رجسٹرڈ ڈاک سے: -/350
رکنیت برائے ماہانہ لٹریچر:	-/100 روپے ماہانہ
بیرون ممالک:	-/15 ڈالر سالانہ
لائف ٹائم ممبر شپ:	-/400 ڈالر

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔
زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

نوٹ: رقم دستی یا منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214۔ حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی 74400۔ پوسٹ بکس نمبر 489
فون: 2725150-21-0091 فیکس: 2732369-21-0091
ای۔میل: marifraza_karachi@yahoo.com
ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا)

فہرست عنوانات

''مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات ہر انگریزی ماہ کی ۱۰ تاریخ تک ہمیں بھیج دیا کریں، مقالہ تحقیقی، مع حوالہ جات ہو، ۵ صفحات سے زیادہ کا نہ ہو، کسی دوسرے جریدہ یا ماہنامہ میں شائع شدہ نہ ہو۔ اس کی اشاعت کا فیصلہ ادارے کی مجلسِ تحقیق و تصنیف کرے گی۔'' (ادارتی بورڈ)

کعبے کے بدر الدجیٰ، تم پہ کروروں درود (قصیدۂ درود)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن

کعبے کے بدر الدجیٰ، تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ، تم پہ کروروں درود

شافعِ روزِ جزا، تم پہ کروروں درود
دافعِ جملہ بلا، تم پہ کروروں درود

جان و دلِ اصفیاء، تم پہ کروروں درود
آب و گلِ انبیاء، تم پہ کروروں درود

لائیں تو یہ دوسرا، دوسرا جس کو ملا
کوشکِ عرش و دنیٰ، تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب کیا، تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا، تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا مِرا، وہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروروں درود

ذات ہوئی انتخاب، وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفیٰ، تم پہ کروروں درود

غایت و علت سبب، بہرِ جہاں تم ہو سب
تم سے بنا، تم بنا، تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کی حیات، تم سے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا، تم پہ کروروں درود

تم سے کھلا بابِ جود، تم سے ہے سب کا وجود
تم سے ہے سب کی بقا، تم پہ کروروں درود

تم سے خدا کا ظہور، اس سے تمہارا ظہور
لـــــم ہے یہ وہ اِنۡ ہوا، تم پہ کروروں درود

بے ہنر و بے تمیز، کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا، تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کا نظام، تم پہ کروروں سلام
تم پہ کروروں ثنا، تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم، رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا، تم پہ کروروں درود

آنکھ عطا کیجئے، اس میں ضیاء دیجئے
جلوہ قریب آگیا، تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے، تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضاؔ، تم پہ کروروں درود

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا

منقبتِ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمن﴾

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سَروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تُو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمعِ بحرین ہے چشمہ تیرا

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے، پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

مصطفیٰ کے تنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مِری جاں جلوۂ زیبا تیرا

بحر و بر شہر و قری سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

بد سہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوں
کہ وہی نا، وہ رضاؔ بندۂ رسوا تیرا

فخرِ آقا میں رضاؔ اور بھی اک نظمِ رفیع
چل لکھا لائیں ثناخوانوں میں چہرا تیرا

اپنی بات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۶ء

(۱) رودادِ مشکبو

☆☆☆ مدیرِ اعلیٰ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کے قلم سے ☆☆☆

دلم از پردہ بشد دوش کہ حافظ می گفت
اے صبا نکہتے از کوئے فلانی بمن آر

قارئین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

غوث الصمدانی سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کا ارشادِ مبارک ہے:

''علم کتابوں سے نہیں بلکہ مردوں کی زبان سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ مرد کون ہیں؟ وہ مردانِ خدا، متقی، تارک الدنیا، وارثِ انبیاء، صاحبانِ معرفت، سراپا عمل اور مخلص بندے ہیں۔ تقویٰ کے خلاف چیزیں ہوس اور نکمی ہیں۔ دنیا وآخرت میں متقیوں کی ہی ولایت ہے۔ دنیا وآخرت میں بنیاد وتعمیر انہی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں صرف متقی، پرہیزگار، نیکوکار، صابروں سے محبت کرتا ہے۔

(پندرہ روزہ الحسن، پشاور، شمارہ ۳۱۱۔۳۱۲، ۱۲ تا ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۵ء)

آج کے دور میں جب ہم امام احمد رضا قادری برکاتی محدثِ بریلوی کی حیات اور علمی وروحانی کارناموں کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کے اختیار شدہ ''مامنِ خود وقبلۂ حاجات''، ان کے پیر پیران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا ارشاد کا حرف حرف ان کی شخصیت پر صادق آتا ہے۔ بلاشبہ امام الاکبر الشیخ احمد رضا خاں القادری قدس سرہٗ السامی اللہ تعالیٰ کے ایسے ہی مخلص بندوں میں سے تھے جو صحیح معنیٰ میں وارثِ علومِ انبیاء اور صاحبانِ علم ومعرفت تھے۔ یہ بات بلا تامل کہی جاسکتی ہے کہ فی زمانہ وہ اہلِ محبت کے امام اور کاروانِ سلسلۂ طریقتِ قادریہ کے سپہ سالار ہیں۔ ان کے کمالِ جذبۂ عشقِ رسول ﷺ اور حبِّ ابنِ رسول ﷺ یعنی امام الاولیاء سے عقیدت ومحبت نے ان کو زمانے کا ''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت'' بنادیا۔ آج ان کی ذاتِ گرامی صاحبانِ تقویٰ وایمان کی شناخت اور ان کے اتحاد کی علامت اور خود ان سے محبت وعقیدت اہلِ محبت ہونے کی نشانی قرار پائی ہے۔

سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی روشنی میں اب ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ان کے مقام ومرتبہ کو پہچانیں اور ان سے محبت وعقیدت رکھیں، ان کی تصانیف کا مطالعہ کریں، ان کے فکر ومشن اور علمی آثر کا ابلاغ کریں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سے اظہارِ محبت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ ان کی غیر مطبوعہ اور نایاب کتب کی اشاعت کریں، عالمی جامعات کی سطح پر علمی اور تحقیقی انداز میں ان پر کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کریں، ان کی اور ان پر لکھی کتب پڑھیں۔

بحمد اللہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کا ۱۹۸۰ء میں قیام کا مقصد یہی تھا، گذشتہ ۲۶ برسوں میں ادارہ نے عرب وعجم اور بلادِ مغرب (یورپ وامریکہ) کی جامعات کی سطح پر امام احمد رضا پر تحقیق وتصنیف کے کام کو آگے بڑھایا ہے۔ بہت کچھ کام ہو چکا ہے لیکن سچ پوچھئے تو ابھی امام جیسی نابغۂ عصر شخصیت کے تعارف کا حق بھی ادا نہیں ہوسکا ہے، ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ایک طویل المدت منصوبہ کے تحت کام کی ضرورت ہے۔ ان کے علمی آثر کا ایک معتدبہ حصہ ابھی اہلِ علم وفن تک اپنی نارسائی کے لئے شکوہ سنج ارادتمنداں ہے۔

امام موصوف کی تصانیف اور ان پر لکھی ہوئی کتب کی نشر واشاعت کا کے علاوہ مشن وفکرِ رضا کے ابلاغ کا ایک طریقہ ادارے کی

طرف سے ہر سال ایک امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہے جس میں ملک اور بیرونِ ملک خصوصاً عرب ممالک سے منتخب علماء و جامعات کے اسکالرز کو دعوتِ شرکت دی جاتی ہے تاکہ وہ امام صاحب کی شخصیت اور ان کے علمی کارناموں پر تحقیقی مقالہ پڑھیں۔ یہ تحقیقی مقالہ جات سالنامہ معارفِ رضا میں شائع کردیئے جاتے ہیں۔

اس سال ۲۶ویں امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس (منعقدہ ۲۵/مارچ ۲۰۰۶ء) کے موقع پر ملک کی معروف محقق شخصیات کے علاوہ عالمِ اسلام کے اہم فاضل علماء و اسکالرز امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے علمی آثار پر گفتگو کے لئے جمع ہوئے، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

علمائے عرب:

۱۔ فضیلۃ الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی الحسنی والحسینی
(سابق وزیر مذہبی امور، کویت)

۲۔ العلامۃ الاستاذ أحمد سامر القبانی (دمشق، شام)

۳۔ سماحۃ الشیخ السید شہاب الدین فرفور الحسنی والحسینی (دمشق، شام)

پاکستانی اسکالرز:

۱۔ محترم مولانا حافظ عطاء الرحمٰن صاحب (لاہور)

۲۔ محترم سلیم اللہ جندراں صاحب
(ریسرچ اسکالر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

۳۔ محترم ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب الازہری
(اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ عربی و اسلامیات، دی یونیورسٹی آف فیصل آباد، فیصل آباد)

۴۔ محترم ڈاکٹر محمد احمد قادری
(قائم مقام چیئرمین شعبۂ سیاسیات، کراچی یونیورسٹی)

۵۔ محترم پروفیسر دلاور خاں صاحب
(پرنسپل گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج آف ایجوکیشن، قاسم آباد، کراچی اور جوائنٹ سیکریٹری ادارۂ ہٰذا)

برطانیہ:

☆ محترم علامہ منور عتیق رضوی صاحب
(فاضل جامعہ دمشق، مقیم برمنگھم، برطانیہ)

صدارت:

☆ محترم پروفیسر ڈاکٹر اخلاق احمد صاحب
(پرو۔وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی، کراچی)

مہمانِ خصوصی:

☆ فضیلۃ الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی
(سابق وزیر مذہبی امور، کویت)

قارئین کرام! اس دفعہ ہماری کانفرنس میں دنیائے تصوف کے دوشہنشاہوں کے دوشہزادے تشریف فرما تھے۔ ایک السید یوسف السید ہاشم الرفاعی الحسنی والحسینی جو سیدنا احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب سے ہیں اور ان کا شجرہ حضور ﷺ سے جا ملتا ہے جبکہ سیدنا غوث اعظم حسنی و حسینی رضی اللہ عنہ کے شہزادے ملک شام کے ممتاز عالمِ دین الشیخ السید شہاب الدین فرفور حسنی و حسینی تھے اور یہ محفلِ ذکر تھی ان دونوں سے محبت کرنے والے امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ کی۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے زیرِ اہتمام ۲۶ویں انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس سے ہوٹل ریجنٹ پلازا، کوہِ نور ہال میں خطاب کرتے ہوئے سابق وزیرِ مملکت کویت فضیلۃ الشیخ السید یوسف ہاشم الرفاعی نے کہا کہ امام احمد رضا نے بدعات کے خاتمہ میں تاریخی کردار ادا کیا۔ اس وقت امتِ مسلمہ اس کا حل نکالنے میں دشواریاں محسوس کر رہی ہے اور جو حل نکالا جا رہا ہے اس پر اتفاق نہیں ہے اور ایسا لگ رہا ہے کہ الشیخ امام احمد رضا کے بعد امت بانجھ پن کا شکار ہوگئی ہے، اس لئے اب تنہا نہیں، بلکہ جید علماء و مشائخ کا عالمی بورڈ امتِ مسلمہ کی قیادت کرے۔ انہوں نے کہا میں امام احمد رضا کو ایک ایسا عالم سمجھتا ہوں کہ جو ہر مسئلہ کا حل بیان کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ کاش کہ ہم امام احمد رضا کی تعلیمات کو عربی اور انگریزی زبان میں منتقل کرنے کے قابل ہوجائیں تاکہ علمائے عرب

تعلیماتِ رضا سے مستقبل کی روشنی حاصل کرسکیں۔ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر شہاب الدین فرفور (شام) نے اپنے خطاب میں کہا کہ سوریا کے مسلمان امام احمد رضا کو ایک بڑا فقیہہ، مجتہد اور مجدد سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے فقہ کی بڑی بڑی کتابوں مسلم الثبوت اور علامہ شامی کے فتاویٰ پر اور ایسے ہی دیگر کئی کتابوں پر حاشیہ اور تعلیقات تحریر کی ہیں، ہمارے ملک شام میں جب سے امام احمد رضا کی تصانیف متعارف ہوئی ہیں، ہر کوئی ان کی کتب کی طرف رجوع کررہا ہے۔ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر احمد سامر القبانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں امام احمد رضا سے سب سے پہلے اس وقت متعارف ہوا جب عرب کے ایک عالم اور فاضل ڈاکٹر محمد حازم محفوظ کے لکھے ہوئے مقالات اور تصانیف کا مطالعہ کیا اور شیخ احمد رضا پر ایم۔فل کا مقالہ ''امام احمد رضا۔ شاعرأ عربیأ'' پڑھا۔ مجھے ایسا لگا کہ یہ کوئی عرب شاعر ہے، مگر جب معلوم ہوا کہ یہ ہند کے شہر بریلی کے شاعر ہیں تو تعجب کی انتہا نہ رہی کہ عجمی ہوتے ہوئے بھی یہ ایک بہت بڑے عربی شاعر ہیں۔ پرو۔وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی ممتاز ماہر سائنس، پروفیسر ڈاکٹر اخلاق احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا فاضلِ بریلوی نے ۱۹۱۲ء میں امتِ مسلمہ پر زور دیا کہ وہ ایک الگ اسلامی بینکاری کا نظام قائم کریں، کیونکہ اس وقت ہندو اور انگریز بینکار تھے، تاکہ سیاسی و معاشی طور پر مسلمان قوت حاصل کرسکیں۔ تاریخی اعتبار سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ مولانا احمد رضا کی اسلامی بینکاری کی تجویز پر کافی عرصہ کے بعد عمل کیا گیا چنانچہ ۱۹۴۱ء میں ممبئی میں سب سے پہلے حبیب بینک کا قیام عمل میں آیا اور ۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی یہ کراچی منتقل ہوگیا۔ حقیقتاً اس معاشی پیش بندی کے ذریعہ امام احمد رضا کا خواب مکمل ہوا۔ ممتاز اسکالر علامہ منور عتیق رضوی (برطانیہ) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا کو علمائے عرب میں اس لئے بلند اہمیت حاصل ہوئی کہ الشیخ احمد رضا کے پاس احادیث کی بہت زیادہ اسناد اور اجازات ہیں۔ خود عرب کے کثیر علماء نے آپ سے اس لئے احادیث کی اجازت حاصل کی کہ الشیخ احمد رضا کے پاس احادیث کی جو سب سے چھوٹی سند تھی وہ کسی عرب کے پاس نہ تھی، اس لئے آپ کو عرب کے علماء نے اہمیت دی اور علمی وقار کے باعث آپ کو مجتہد اور مجدد اور وقت کا غوث قرار دیا۔ ماہرِ سیاسیات پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری چیئرمین شعبۂ سیاسیات و مشیر امور طلباء، کراچی یونیورسٹی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا نے نہ صرف دینی محاذ پر امت کی قیادت کی بلکہ ساتھ ہی سیاسی و اقتصادی معاملات میں ملت کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں کے باعث کئی دفعہ ڈوبنے سے بچایا اگرچہ کوئی سیاسی پارٹی تشکیل نہ دی مثلاً آپ نے تحریکِ خلافت، تحریکِ ترکِ موالات اور دوقومی نظریہ کی تحریک، ان سب پر آپ نے اپنی تحریر کے ذریعہ پوری ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی کی کہ جس کے باعث مسلمان بے بسی اور لاچارگی سے دوچار ہونے سے بچ گئے۔ آپ کا سچا دوراندیش دوقومی نظریہ کا تھا کہ مسلمانوں کو بچانے میں کامیاب رہا حتیٰ کہ جس کے باعث مسلمان آج یہاں ایک علیحدہ مملکت اسلامی میں عزت کی زندگی بسر کررہے ہیں۔ پروفیسر سلیم اللہ جندران نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا نے ملتِ اسلامیہ کی ترقی کا راز علوم حاصل کرنے میں لکھا اور کسی بھی علم کو حاصل کرنے سے منع نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا کا نظریہ ہے کہ اگر فلسفہ جیسا علم دینِ اسلام کو بیان کرنے کے لئے سیکھا جائے تو سو فیصد درست ہے۔ شریعت کسی علم کو سیکھنے سے منع نہیں کرتی۔ البتہ اگر کسی علم کے ذریعہ قرآن وحدیث پر زد پڑے تو یقیناً ایسے علوم سے دور رہنا چاہئے کہ شریعت کا تقدس اولیت کا حامل ہے۔ حافظ عطاء الرحمٰن نے اپنے خطاب میں کہا کہ امام احمد رضا پر ایک نہایت تفصیلی سوانح کی ضرورت ہے اور اسے عربی اور انگریزی میں شائع کرکے دنیا بھر میں تقسیم کیا جائے تاکہ امام احمد رضا کی علمیت واہمیت سب کے سامنے اجاگر ہو جب تک آپ کی مطبوعات انگریزی اور عربی میں دنیا کے سامنے زیادہ سے زیادہ پیش نہیں کی جائیں گی، آپ کی علمیت کو لوگ جاننے سے قاصر رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ادارہ کی کاوشیں قابلِ تحسین ہیں، مگر امام احمد رضا کی عبقریت کے پیشِ نظر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ادارہ کے جوائنٹ سیکریٹری پروفیسر دلاور خاں نے اپنے مقالہ میں مسلم معاشرہ میں معاشرتی اور سماجی برائیوں کی نشاندہی اور ان کی اصلاح کے سلسلہ میں امام احمد رضا کی قلمی اور عملی کاوشوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ وہ صرف عظیم مفتی ومحدث وسائنسدان ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک عظیم مسلم مدبر اور دوراندیش مصلح بھی تھے، انہوں نے مسلم معاشرے میں پھیلی ہوئی ان تمام برائیوں اور بدعتوں کی نشاندہی کی اور قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں اس کا جامع حل پیش کیا جو آج مسلم ممالک خصوصاً برصغیر پاک و ہندوبنگلہ دیش میں پائی جاتی ہیں اور جن کی وجہ سے معاشرہ انحطاط پذیر ہے اور مسلمانوں میں بداعتقادی و بداعمالی کے فروغ کے علاوہ مسلم معاشرہ کی اقدار کو نقصان پہنچ رہا ہے جس کی وجہ سے مسلمان غیر قوموں کے مقابلہ میں معاشی، علمی اور اقتصادی طور پر کمزور سے کمزور تر ہو رہے ہیں۔ انہوں نے خاص طور انسدادِ گداگری کے سلسلہ میں امام موصوف کے افکار اور گداگری کی لعنت کے خاتمہ کے لئے پیش کردہ ان کے لائحہ عمل اور تجاویز کو نہایت منطقی، سائنٹفک اور دورِ حاضر کے تناظر میں حکومتی اور عوامی اور نجی سطح پر قابلِ عمل قرار دیا۔

راقم الحروف نے خطبۂ صدارت پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے تعاون سے اب تک دنیا کی مختلف جامعات میں ۱۸ طلبہ پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں جن میں دو طالبات بھی شامل ہیں، اسی طرح اب تک ۷ طلباء و طالبات ایم۔ فِل کی اسناد حاصل کر چکے ہیں۔ امام احمد رضا پر تحقیقی کام شروع ہو چکا ہے اور جامعۃ الازھر سے ۳ طلبہ امام احمد رضا کے مختلف علمی گوشوں پر مقالات لکھ کر ایم۔ فِل کی اسناد حاصل کر چکے ہیں جبکہ ملک شام میں بھی کئی طلبہ ایم۔ اے کے مقالات لکھنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ مزید یہ کہ سالِ رواں انٹرنیشنل امام احمد رضا یونیورسٹی کے قیام کا سال ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی عالمِ اسلام کو خوشخبری ملے گی، اس سلسلہ میں کاوشیں جاری ہیں۔ ادارہ کے جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ادارہ جن منصوبوں پر کام کر رہا ہے، ان میں (۱) امام احمد رضا ڈیجیٹل لائبریری، (۲) امام احمد رضا کی معرکۃ الآراء تصانیف کا عربی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ، (۳) امام احمد رضا کے فتاویٰ رضویہ کی تیس ضخیم جلدوں کا انگریزی اور عربی میں ترجمہ، (۴) امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان حدائقِ بخشش کی جامع شرح کی اشاعت، (۴) اردو، انگریزی اور عربی میں امام احمد رضا کی حیات، علمی، ادبی و دینی خدمات پر مکمل مفصل ضخیم سوانحِ حیات، (۵) امام احمد رضا کے اپنے تحریر کردہ عربی، فارسی فتاویٰ کی اشاعت، (۶) آپ کی تمام تصانیف کو سی۔ ڈی میں منتقل کرنا اور (۷) امام احمد رضا کمپلیکس کا قیام شامل ہے۔

کانفرنس کا اختتام سلامِ رضا اور دعا کے ساتھ ہوا۔ دعا کے لئے حضرت فضیلۃ الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی مدظلہ العالی سے درخواست کی گئی۔ آپ نے ملتِ اسلامیہ میں اتحاد و یگانگت کے لئے خصوصی دعا فرمائی ساتھ ہی تعلیماتِ رضا کے فروغ کے لئے ادارہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے اس کی ترقی کی دعا فرمائی۔

قارئینِ کرام! سلسلہ عالیہ رفاعیہ کے شیخ السید یوسف الرفاعی جو نسلاً حسنی حسینی سید بھی ہیں اور حضرت علامہ کبیر احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کے نسب میں ہیں اور اس وقت ممالکِ عرب میں سلسلۂ رفاعیہ کے شیخ کبیر ہیں، آپ نے اس موقعہ پر کئی افراد کو سلسلہ کی اجازت وخلافت سے نوازا۔

۱۔ احقر سید وجاہت رسول قادری
۲۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
۳۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری
۵۔ مولانا منور عتیق رضوی (یو۔ کے)

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین اسلام کی خدمت کرتے رہنے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے فروغ میں ہمہ تن جدوجہد کرتے رہنے کی توفیق وسعادت نصیب کرے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروروں درود

خصوصی اداریہ
شہدائے سانحہ نشتر پارک

(۲)

سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

ربیع النور ۱۴۲۷ھ کا ماہِ مبارک اپنی پوری جلوہ سامانیوں کے ساتھ آیا۔ اس ماہِ خیر و برکت کو نبی رحمت، خاتم النبیین، رسولِ اکرم، صاحبِ شوکت و عظمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ اور ولادتِ باسعادت سے نسبت ہے، اس لئے یہ تمام کائنات خصوصاً صاحبانِ ایمان کے لئے سب سے پسندیدہ مہینہ ہے اور بارہ ربیع الاول شریف کا دن کہ جس دن آپ نے اپنے قدومِ میمنت لزوم سے دنیائے آب و گِل کو نوازا، اہلِ ایمان کے لئے سب سے بڑا دن ہے۔ انتہائی خوشی و مسرت کا دن ہے، عید کا دن ہے بلکہ سب سے بڑی عید کا دن ہے۔ تمام دنیا کے اہلِ ایمان اس دن خوشیاں مناتے ہیں۔ درود و سلام کے نغمے گاتے ہیں، صلوٰۃ و سلام کے گلدستے ایک دوسرے کو پیش کرتے ہیں، انفرادی اور اجتماعی طور پر میلاد مبارک کی محفلیں منعقد کرتے ہیں، جلسہ و جلوس نکالے جاتے ہیں جس میں ''خسرواعرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا'' کا علم ہاتھ یں لے کر ''سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی ﷺ'' کا ترانہ گایا جاتا ہے، ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' اور ''کعبہ کے بدر الدجیٰ پر کروروں درود'' پڑھا جاتا ہے۔ علمائے کرام و مشائخِ عظام اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل، مناقب و کمالات اور واقعاتِ سیرت، قرآنِ حکیم اور حدیثِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ آج کا نہیں ہے بلکہ سید عالم، رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ ہمایونی سے چلا آرہا ہے۔ صحابۂ کرام، تابعینِ کرام، تبع تابعین، ائمہ امت اور اولیاءِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔ سچ پوچھئے تو امم سابقہ کے انبیاءِ کرام و رسلِ عظام کا طریقۂ کار رہا ہے۔ بلکہ خود اللہ عزوجل کا عمل ہے جو صبحِ ازل سے جاری ہے اور صبحِ قیامت اور مابعدِ قیامت بھی جاری و ساری رہے گا۔ لیکن جیسا کہ شیطان کا طریقۂ کار رہا ہے۔ (واضح ہو کہ شیطان ازل سے گستاخِ رسول ہے اور اسی بناء پر بارگاہِ الٰہی سے مردود ہوا) کہ وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے پر بندوں کی تاک میں بیٹھتا ہے اور اس کے بندوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ (مفہوم الاعراف: ۷/۱۶) وہ حسبِ عادت اہلِ ایمان کو آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت اور ہر اس عمل کو جس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا اظہار ہو، شرک و بدعت قرار دے کر اہلِ ایمان کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، انہیں میلاد النبی ﷺ منانے، درود و سلام پڑھنے اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کی محافل منعقد کرنے سے روکتا ہے۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں گذشتہ چودہ سو برسوں میں دشمنانِ رسول، منافقینِ زمانہ، یہود و نصاریٰ کی بھی یہی روش رہی ہے کہ ؏

روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

لیکن اللہ کے مخلص بندوں پر شیطان اور دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی زور نہیں چل سکا۔ ہر دور میں اہلِ ایمان ذکرِ رسول اور جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں سجاتے چلے آرہے ہیں اور ان شاء اللہ العزیز ہمیشہ ہمیشہ یہ مبارک محفلیں سجتی رہیں گی اور خوب سے خوب تر سجتی رہیں گی۔

۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۲۷ھ/ ۱۱ اپریل ۲۰۰۶ء کو بھی ابلیسی قوتوں نے کراچی کے نشتر پارک میں لاکھوں غلامانِ مصطفیٰ اور شیدائیانِ میلادِ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتماع میں ڈیڑھ سو سے

زائد اہلِ ایمان کو عین حالتِ نمازِ مغرب میں خاک وخون میں غلطاں کر کے میلاد النبی ﷺ کے جلسوں کو بند کرانے کی ایسی ہی ایک ناپاک کوشش کی ہے۔ لیکن ابلیس اس کی ذریت اور ابلیس نواز دہشت گرد گروہوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" وعدۂ الٰہی ہے۔ اللہ عزوجل کے حبیبِ مکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کبھی کوئی روک سکا ہے، نہ روک سکتا ہے اور نہ روک سکے گا۔ عہدِ حاضر کے عشاقانِ رسول کے امام، امامِ اکبر احمد رضا قادری قدس سرہٗ السامی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہوجائیں جل جانے والے

آپ نے دشمنانِ رسول اور گستاخانِ بارگاہِ نبوت علی صاحبہ التحیۃ والثناء کو للکارتے ہوئے عشاقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں ہمت افزائی فرمائی ہے:

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

عاشقانِ رسول ﷺ نے ۱۲؍ربیع الاول شریف کے دن رسمِ شبیری ادا کر کے تحفظِ ناموسِ رسالت کی ایک نئی تاریخ اپنے خون سے رقم کی ہے اور ملکی وبیرونی گستاخانِ رسول ونیز یہود ونصاریٰ کے دہشت گرد ایجنٹوں کو جتا دیا ہے کہ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے انعقاد اور دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اجالا کرنے کی خاطر اپنے سر تو کٹا سکتے ہیں لیکن ابلیسی قوتوں کے آگے سر نہیں جھکا سکتے۔ ع

سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

بدترین دہشت گردی کے اس حادثۂ جانکاہ میں پچاس کے قریب اہلِ ایمان شہید ہوئے جن میں زیادہ تر ملک پاکستان کے صفِ اوّل کے علماء اور اہلِ سنت کے زعماء تھے، سو سے زیادہ زخمیوں میں علماء بھی ہیں اور عوام اہلِ سنت کی کثیر تعداد جس میں بچے بھی شامل ہیں۔

دہشت گردی کا یہ واقعہ پکار پکار کر صوبائی اور مرکزی حکومت کی نااہلی کا اعلان کر رہا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کہ ملک خصوصاً صوبۂ سندھ میں امن وامان کی صورت بہتر ہوئی ہے، حکومت اپنے شہریوں کی جان و مال، عزت وآبرو کے تحفظ میں کامیاب رہی ہے، ۱۲؍ربیع الاول شریف کی مقدس فضاء میں دہشت گردی اور علماء وعوامِ اہلِ سنت کی کثیر تعداد میں شہادت ومجروح ہونے کا یہ سنگین واقعہ اس کی کھلی ہوئی نفی ہے۔ اس صورتحال میں چاہئے تو یہ تھا کہ وزیرِ اعلیٰ سندھ (جو کہ ایک مخصوص گستاخ فرقہ سے اپنے تعلق کے اظہار میں نہ صرف بے باک ہیں بلکہ عملی طور پر انہوں نے وزیرِ اعلیٰ ہاؤس میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار اس مخصوص پاکستان مخالف گروہ کی حکومت قائم کی ہوئی ہے)، اس سوچے سمجھے دہشت گردی کے واقعہ کے بعد مستعفی ہوجاتے اور گورنر صاحب بھی اپنا استعفیٰ وفاقی حکومت کو پیش کر دیتے لیکن ظالم حکمرانوں کی کبھی بھی یہ روش نہیں رہی ہے اور ہمارے ملک پاکستان میں تو کبھی بھی یہ روایت قائم نہیں ہوسکی۔ اس دہشت گردی کے پسِ منظر کے سلسلہ میں مختلف مذہبی، لسانی اور سیاسی جماعتیں اور ایوانِ حکومت کے کرسی نشیں اپنی اپنی تھیوری پیش کر رہے ہیں لیکن ایک بات بالکل واضح ہے کہ دھما کہ کرنے والا نام نہاد مسلمان وہ شخص تھا جس کا قلب وذہن سید عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بالکل خالی تھا، ورنہ کوئی گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی میلادِ مبارک کے مقدس جلسہ میں اور وہ بھی حالتِ نماز میں کسی مسلمان کو قتل تو کیا، ادنیٰ سی تکلیف پہنچانے کا بھی نہیں سوچ سکتا ہے۔ یقیناً اس شخص کا ذہن وہابیت کی گستاخِ رسول مارکہ بھٹی میں ڈھلا ہوا تھا اور اس بھٹی کی تیزاب اثر شعاعوں سے اس کا ''برین واش'' ہوا تھا جبھی تو اس شقی القلب نے وہ کام کر دیکھایا کہ ابلیس بھی انگشت بدنداں رہ گیا ہوگا۔ ایسے ہی افراد اور ان کی پرورش

کرنے والا گروہ اسلام دشمن بیرونی طاقتوں کا ''خالص اسلام'' کے نفاذ کے نام پر بآسانی آلۂ کار بن کر مسلم ممالک میں دہشت گردی کی سنگین کاروائی میں مشغول ہیں۔ ان کے گماشتہ ایوانہائے حکومت میں پناہ گزیں ہیں۔ ہم صدر پرویز مشرف اور وزیر اعظم شوکت عزیز کی توجہ اس اہم نکتہ کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت دہشت گردی کے خلاف ملکی اور عالمی سطح پر جہادِ مسلسل کے دعویٰ کے باوجود خود اپنے ملک میں دہشت گردی کے واقعات پر قابو نہیں پاسکی۔ حکومت کی طرف سے ناپسندیدہ قرار شدہ دہشت گرد تنظیموں نے اپنے نام بدل کر کام شروع کردیئے ہیں، ان کے کرتا دھرتا افراد نے معاشرہ کی فلاح اور اصلاح اور اسلام کی تبلیغ کے نام پر نیا ماسک چہرے پر سجالیا ہے لیکن نہ صوبائی حکومت اور نہ مرکزی حکومت انہیں گرفتار کررہی ہے بلکہ انہیں ایوانِ حکومت کے بااثر حضرات کی سرپرستی حاصل ہے۔ صرف ایک بات سے ہی حالات کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت پاکستان کے چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کا تعلق اس مسلکی گروہ سے ہے جن کو دیوبندی/ وہابی کہا جاتا ہے، جن کی کوکھ سے حکومت کی طرف سے دہشت گرد قرار شدہ تنظیموں اور گروہوں نے جنم لیا ہے۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کے وزیر اعلیٰ اور ان کے خانوادے کا ایک مخصوص مسلکی گروہ کی ''التبلیغ والدعوت'' جماعت سے نہایت جانبدرانہ اور خصوصی لگاؤ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس وزیر اعلیٰ نے اہلِ سنت و جماعت کے ایک معروف عالم اور عظیم دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور کے مہتمم مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کو صرف اس لئے پابندِ قید وسلاسل کیا ہوا کہ وہ سنّی ہیں اور انہوں نے تحفظِ ناموسِ رسالت کے لئے احتجاجی جلوس نکالنے کی کوشش کی تھی ان کا ساتھ دینے والے دیگر مسالک کے علماء کے ساتھ امتیازی سلوک کیا اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ ان تمام حقائق کے دستاویزی شواہد سانحۂ نشتر پارک کے بعد صدرِ مملکت سے ایک ملاقات میں جماعتِ اہلِ سنت پاکستان کراچی کے امیر حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب اور تنظیم المدارس کے صدر حضرت علامہ مولانا مفتی پروفیسر منیب الرحمٰن صاحب کی قیادت میں اہلِ سنت والجماعت کے ایک سترہ رکنی وفد نے پیش کئے اور الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا پر بھی یہی حقائق سامنے لائے گئے۔

دہشت گردی کے کسی بڑے مجرم کو کیفر وکردار تک پہنچانے اور ان مجرموں کے سرپرستوں کو بے نقاب کرنے میں حکومتِ حاضرہ اور سابقہ کا جو کردار رہا ہے، اس سے عوام الناس خصوصاً دہشت گردی کے شکار مظلوم طبقوں کا اعتماد حکومتِ وقت سے جاتا رہا۔ دیکھنا یہ ہے کہ صدرِ مملکت اہلِ سنت کی جانب سے پیش کردہ حقائق کی روشنی میں سانحۂ نشتر پارک کے شہدائے میلاد النبی ﷺ کے قاتلوں کو گرفتار کرکے انہیں قرارِ واقعی سزا دلوانے اور ان کے سرپرستوں کو جلد از جلد بے نقاب کرکے ان کا قلع قمع کرنے میں حسبِ وعدہ کامیاب ہوتے ہیں یا پھر اپنے اردگرد پھیلی ہوئی انتظامیہ کی ایک مضبوط لابی کی پرانی حکمتِ عملی کا شکار ہوکر مسئلہ کو طویل مدت تک ملتوی کرکے کروڑوں عوامِ اہلِ سنت کے جذبات کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرتے ہیں تاکہ انتظامیہ اپنی نااہلی کو چھپانے کے لئے کسی ''را'' کے ایجنٹ یا افغانی طالبان کو گرفتار کرکے تفتیش کا رخ موڑ کر اصل مجرم اور ان کے سرپرستوں کے فرار کی راہ اختیار کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو بطور صدرِ مملکت جناب پرویز مشرف صاحب کی یہ ایک بہت بڑی ناکامی ہوگی اور انہیں پاکستان کے عوام پر حکومت کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔

نتیجہ جو کچھ بھی ہو ہمارا ایمان ہے کہ سید عالم ﷺ کے غلاموں کی عین حالتِ نماز کی شہادت رائیگاں نہیں جائے گی اور مجرم افراد اور ان کے سرپرست گروہ دنیا و آخرت میں عذابِ الٰہی سے نہیں بچ سکیں گے۔

بحمد اللہ شہدائے عید میلاد النبی ﷺ تو مقصدِ حیات پا گئے اور فلاح کو پہونچ گئے۔ ذکرِ رسول ﷺ کے بعد عین حالتِ نماز میں شہادت یقیناً یہ وہ معراجِ حیات ہے جس کی ہر مسلمان زندگی بھر تمنا کرتا ہے۔ ہمارے شہداء یقیناً وعدۂ الٰہی کے بموجب کامیاب قرار پائے اور سید عالم ﷺ کے دستِ کرم سے جامِ کوثر و تسنیم کے حقدار ٹھہرے لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ کثیر تعداد میں اہلِ سنت کی اعلیٰ قیادت کا منظرِ عالَم سے ہٹ جانا ایک نا قابلِ تلافی نقصان ہے جس کے لئے برسوں انتظار کرنا ہوگا۔ ہماری تمام موجودہ زعماء اہلِ سنت سے خواہ مذہبی جماعت کے ہوں یا سیاسی جماعت کے، دست بستہ درخواست ہے کہ شہدائے عید میلاد النبی ﷺ کا لہو پکار پکار کر آپ کو دعوتِ عمل دے رہا ہے کہ خدارا اب اتنی قربانیوں کے بعد تو آپ متحد ہو کر صرف اہلِ سنت والجماعت کے ایک پرچم تلے اکٹھے ہو جائیں۔ انانیت کے بتوں کو توڑ کر اگر اب بھی آپ نے کوئی متحدہ لائحہ عمل نہ بنایا تو ان شہداء کے خون سے غداری ہوگی اور پھر۔۔۔

ہے ظلمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

خدانخواستہ، ہزار بار خدانخواستہ، اللہ تعالیٰ ظالموں اور دہشت گردوں کو ہم پر مسلط فرمادے گا اور پھر اس کے لئے بھی تیار ہو جاؤ کہ

"تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں"

خصوصاً اہلِ سنت و جماعت کی سیاسی جماعت ہونے کی دعویدار پارٹی کے زعماء و علماء غیروں کے کاندھوں پر چڑھ کر قومی اسمبلی یا سینیٹ کی ایک آدھ نشست کے حصول کی لالچ یا ذاتی منفعت، نام و نمود یا اہلِ سنت کے بے یار و مددگار قافلے کے بزعمِ خویش سالار کہلانے کی خاطر خدارا اہلِ سنت و جماعت کے اجتماعی مفاد کا سودا نہ کریں، خدا کا خوف کریں اور عقل کے ناخن لیں۔

آج مودودی جماعت، ایم۔ایم۔اے، وفاق المدارس اور گروہ وہابیہ دیوبندیہ کے بعض زعماء میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے شہدائے کرام سے ہمدردی اور تعزیت کے سلسلہ میں مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں۔ الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا میں روزانہ اس واقعہ کی مذمت میں کچھ نہ کچھ بیان داغتے پھر رہے ہیں اور دہشت گردی کے وقوع کے روز سے یہ اعلان کرتے ان کی زبانیں خشک ہو رہی ہیں: "ہم بھی آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے یومِ ولادت کو مقدس دن مانتے ہیں۔ ہمارے لئے بھی یہ دن انتہائی خوشی و مسرت کا دن ہے۔ ہائے افسوس ہمارے سیاسی مخالفین ظالموں نے اس مبارک دن، میلاد مبارک کی مقدس محفل میں اور وہ بھی عین حالتِ نماز میں ہمارے جیّد علمائے کرام کو شہید کر دیا۔"

مزید برآں ہمارے شہدائے میلاد النبی ﷺ کے لواحقین اور پس ماندگان سے تعزیت کر رہے ہیں، "شدّ رحال" کر کے، ہمارے مدارس اور مساجد میں جا کر ایصالِ ثواب کر رہے ہیں، زخمیوں کی عیادت کر رہے ہیں، ہمارے شہداء کے قاتلوں کی جلد گرفتاری اور اس کے پسِ منظر میں سازش کرنے والوں کو بے نقاب کرنے کے لئے حکومتِ وقت کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں، جلسہ و جلوس نکال رہے ہیں اور ان جلسوں اور جلوسوں میں وہ تمام نعرے لگا رہے ہیں جن کے لگانے پر وہ آج تک ہم پر بدعت اور شرک کے فتوے لگاتے چلے آئے ہیں۔ مثلاً "لبیک یارسول اللہ ﷺ لبیک"، "سیدی مرشدی یا نبی یا نبی ﷺ"، "غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں"، "غلامیٔ رسول میں موت بھی قبول ہے"، "سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ"، "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" وغیرہ وغیرہ۔

عوامِ اہلِ سنت حیرت زدہ ہیں، انگشت بدنداں ہیں:

ناطقہ سر بگریباں اسے کیا کہئے!

پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں خدایا! آج یہ الٹی گنگا کیسی بہہ رہی ہے؟ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جرم کی سنگینی کے احساس نے مجرم کو

دفاعی پوزیشن میں لا کھڑا کر دیا اور وہ جماعتِ اہلِ سنت کے افراد سے زیادہ اہلِ سنت کے ہمدرد بن کر سامنے آنے لگے۔ اس طرح نہایت چالاکی سے دو ہدف پورے کر رہے ہیں، ایک طرف وہ اہلِ سنت و جماعت کے عوام الناس طبقے کو خوش کر کے اپنا سیاسی ووٹ بینک برقرار رکھ سکیں، دوسری طرف حکومتِ وقت کے خلاف سیاسی فتوحات حاصل کر سکیں۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اہلِ سنت و جماعت کی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے آپس کے اختلافات اور ان کی نااہل قیادت کی کمزوریوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ایم۔ ایم۔ اے (مختلفہ مجلسِ عمل) والے اہلِ سنت و جماعت کے ترجمان اور وکیل بن بیٹھے ہیں۔ لیکن افسوس و حیرت ہمارے ان بھائیوں پر ہے جو سب کچھ جانتے بوجھتے ان لال بوجھکڑوں کا اپنے گھروں، مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں اور ایصالِ ثواب کی محفلوں میں خود استقبال کر رہے ہیں، ان کی طرف سے منعقد کردہ تعزیتی جلسوں اور ایصالِ ثواب کی محفلوں میں خود برضا و رغبت حاضری دے رہے ہیں اور اخباری اعلانات کی صورت میں تعزیت و عیادت اور ایصالِ ثواب کرنے اور ان کے پاس اس کے لئے چل کر آنے پر ان کا شکریہ بھی ادا کر رہے ہیں۔ عوام الناس اور خصوصاً نوجوانانِ اہلِ سنت حیرت زدہ بلکہ دہشت زدہ ہو کر سوالیہ نشان بنے ہوئے ہیں کہ

''کجا مانند مسلمانی؟''

اور زبانِ حال سے پوچھ رہے ہیں ''حضرت مسجد و مدرسہ کے منبر اور خانقاہ کے سجادہ سے آپ کا ان گمراہ فرقوں کا ردِّ بلیغ، پھر آپ کا ان سے احترام و وداد کا سلوک چہ معنی وارد؟''

اب کوئی مودودی جماعت والوں، دیوبندی اور وہابی حضرات سے دریافت کرے اگر آپ کا مسلک اور عقیدہ بھی یہی ہے جیسا کہ اہلِ سنت و جماعت کا ہے تو آپ بتائیں کہ آپ کے امام جناب مودودی صاحب نے عید میلاد النبی ﷺ کے منانے کو شرک اور اس کے منانے والوں اور لبیک یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانے والوں پر مشرک ہونے کا فتویٰ کیوں لگایا ہے؟ دیوبند، تھانہ بھون، نانوتہ، سہارنپور سے ختمِ نبوت، میلاد مبارک، وسعتِ علومِ نبوی کے خلاف فتویٰ اور سید عالم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کے بارے میں گستاخانہ عبارات، قرآن حکیم کے (معاذ اللہ) محرّف اور قادیانیوں کے اہلِ کتاب ہونے کے عقیدہ کی اشاعت اور تشہیر کس نے کی؟ میلادِ مبارک کے جلسہ و جلوس کو ہندوؤں کے کنہیا کے جنم اشٹمی کے جلوس سے تشبیہ دے کر (معاذ اللہ) اس کے حرام ہونے اور اہلِ سنت و جماعت کے بدعتی اور مشرک ہونے کا فتویٰ کن لوگوں نے صادر کیا؟ آج کراچی میں دارالعلوم اسلامیہ بنوریہ ٹاؤن، دارالعلوم کورنگی وغیرہ سے عید میلاد النبی ﷺ کے خلاف زور و شور سے فتوے اور کتابچے کون لوگ شائع کر رہے ہیں اور کیوں شائع کر رہے ہیں؟ یوم عید میلاد النبی ﷺ کی آمد سے قبل ہر سال ملک بھر کے شہروں خصوصاً کراچی کی دیواروں پر میلادِ مبارک کے خلاف چاکنگ کون کر رہا ہے؟ گذشتہ برسوں میں بنوری ٹاؤن سے گزرنے والے جلوسِ عید میلاد النبی ﷺ پر بارہا جامعہ بنوریہ سے پتھراؤ کر کے اور گولیاں برسا کر متعدد عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کو زخمی اور شہید کرنے والے دہشت گرد کون تھے؟ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے مقدس عَلَم اور بینروں کو (معاذ اللہ) پیروں تلے روندنے والے کس مسلک سے تعلق رکھتے تھے؟ جماعتِ مودودی آج اہلِ سنت و جماعت کی بڑی ہمدرد بنی ہوئی ہے، کیا قاضی حسین احمد اور اسد اللہ بھٹو صاحبان بتائیں گے کہ کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر ان کی بغل بچہ جماعت، اسلامی جمعیت طلبہ نے جو کسی زمانے میں تھنڈر اسکوئیڈ کے خوفناک نام سے متعارف تھی، اہلِ سنت کے طلباء کو ہمیشہ نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی؟ خاص طور پر عید میلاد النبی ﷺ کے

انعقاد پر توڑ پھوڑ، دھینگا مشتی، لاٹھی گولی ان کا شعار نہیں رہا اور اپنی طالب علمی کے زمانے میں خود اسد اللہ بھٹو صاحب اس بدعملی میں معاون و شریک نہیں رہے؟ کیا پاکستان کی جامعات میں آج بھی مودودی جماعت کے اساتذہ طلبہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء اہل سنت پر ایم۔فل اور پی۔ایچ۔ڈی کی رجسٹریشن میں روڑے نہیں اٹکا رہے ہیں۔ جسکی تازہ مثال حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ پر جامعہ کراچی میں پی۔ایچ۔ڈی کی تھیسس کی رجسٹریشن کا مسترد کرنا تھا۔ آج اسد اللہ بھٹو صاحب اور قاضی حسین صاحب یا لیاقت بلوچ صاحب عید میلاد النبی ﷺ کے مؤید، اہل سنت و جماعت کے اس قدر ہمدرد کیسے بن گئے؟ کیا حال ہی میں ایم۔ایم۔اے کی حکومت کے زیر سایہ (جس میں جماعتِ مودودی اور دیوبندی وہابی دونوں شریک ہیں) گستاخ رسول منیر شاکر دیوبندی اور اس کے دہشت گردوں نے میلاد النبی ﷺ منانے اور اپنے آقا و مولا ﷺ سے محبت وعقیدت رکھنے کی پاداش میں باڑہ کے علاقہ میں معصوم اہل سنت کے گھروں پر شب خون مار کر بیسیوں کی تعداد میں عورتوں، بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو شہید اور ان کے گھروں کو مسمار نہیں کیا؟ اور سیکڑوں کی تعداد میں اہلِ سنت کے خاندانوں کو وہاں سے بے سر و سامانی کے عالم میں ہجرت کرنے پر مجبور نہیں کیا؟ کیا ان سب کا تعلق دیوبندی، وہابی، مودودی گروہ سے نہیں ہے؟ کیا کالعدم قرار دیئے گئے دہشت گرد گروہ، سپاہ صحابہ، لشکرِ جھنگوی، لشکرِ طیبہ، جیش محمد کا تعلق دیوبندی وہابی گروہ سے نہیں ہے؟ کیا ان کی قیادت دیوبندی وہابی مدارس کی تعلیم و تربیت یافتہ نہیں ہے؟

حال ہی میں الیکٹرونک میڈیا کے ایک چینل پر مذاکرے میں مودودی جماعت کے اسد اللہ بھٹو صاحب اور حکومتِ سندھ کے ایک ذمہ دار وزیر تشریف فرما تھے اور موضوع یہی نشتر پارک کا سانحہ عظیم تھا۔ اسد اللہ بھٹو صاحب نے اعتراف کیا کہ اہلِ سنت و جماعت سب سے زیادہ امن پسند ہیں، ان کا تو کسی دوسری جماعت سے جھگڑا ہی نہیں ہے اور یہ نہایت افسوسناک اور شرمناک بات ہے کہ ایسے پُر امن لوگوں کو اور ان کی قیادت کو ایک نہایت مقدس و متبرک دن میلاد مبارک مناتے ہوئے نماز کی حالت میں شہید کیا گیا۔ اس پر حکومتِ سندھ کے ایک ذمہ دار وزیر صاحب نے فرمایا کہ یہ دہشت گردی انہی لوگوں کا کام ہے جو شیعہ حضرات کو کافر اور بریلوی حضرات کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں، میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کے منکر بلکہ سخت مخالف ہیں اور یہی عقیدہ مودودی جماعت کا بھی ہے۔ اگر چہ اسد اللہ بھٹو صاحب وزیر صاحب کے اس انکشاف پر بڑے چیں بچیں ہوئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بات بالکل واضح ہوگئی اور بلی تھیلے سے باہر آگئی کہ یہ صرف اور صرف انہی لوگوں کا کام ہے جو عظمتِ مصطفیٰ اور میلاد سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین مخالف ہیں خواہ ان کا تعلق کسی بھی گروہ یا سیاسی، لسانی و مذہبی جماعت سے ہو، آخر کالعدم دہشت گرد گروہوں کے کارکنان کسی نہ کسی گروہ اور جماعت میں پناہ گزیں تو ہیں، مزید یہ کہ یہی لوگ بھیس بدل کر دوسرے تیسرے ناموں سے نئی تنظیمیں برابر بنا رہے ہیں، میڈیا میں ان کے عہدیداروں کے نام آ رہے ہیں لیکن حکومت نہ تو ان کی گرفت کر رہی ہے اور نہ ہی ان پر پابندی لگا رہی ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ سب جانتے بوجھتے آج اہلِ سنت و جماعت کی سیاسی جماعت ہونے کی دعویدار ایک جماعت کے زعماء نصف النہار کی طرح روشن حقیقت کو فراموش کر کے مودودیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کی زبان بول کر مذکورہ دہشت گرد تنظیموں اور ان کے سرپرستوں کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ کیا وہ ماضی قریب میں سرحد اسمبلی سے پاس کردہ حسبہ بل کی اہلِ سنت کے عقائد و نظریات کو مٹانے والی شقوں کو بھول گئے؟ کیا حال ہی میں باڑہ اور فاٹا ایجنسی کے علاقہ میں

گستاخ رسول مولوی منیر شاکر دیوبندی اور اس کے دہشت گرد گروہ کے اہلِ سنت کے گھروں پر حملے اور بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور جوانوں کے قتلِ عام کو فراموش کر بیٹھے؟ کیا اس شرمناک اور سفاکانہ حرکت کی مودودی جماعت یا ایم۔ایم۔اے (متحدہ مجلسِ عمل) کی کسی جماعت نے اس کے خلاف کوئی زبانی کلامی بیان جاری کیا جبکہ صوبہ میں ایم۔ایم۔اے کی حکومت قائم ہے؟

اہلِ سنت کی سنجیدہ قیادت اور بزرگ زعماء اور نوجوانانِ اہلِ سنت کے لئے یہی بات سمجھنے سمجھانے کی ہے۔نشتر پارک کا عظیم سانحہ ہمارے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے، ہمیں اب آپس کے گروہی اور ذاتی اختلافات کو بھلاکر متحد و متفق ہونا اور اہلِ سنت کے عقائد کا تحفظ اور فلاح واصلاح کے لئے مستقبل کا لائحہ عمل بنانا ہوگا اور نام نہاد گرو گھنٹال قسم کے چند افراد سے جو اپنے ذاتی مفاد اور انا کی خاطر اہلِ سنت کے اتحاد میں رکاوٹ ہیں، چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔

آیئے ہم اپنے ان تمام شہیدوں کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے بعد درود وسلام تین بار ''قل ھو اللہ احد'' اور ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کریں اور تمام زخمی اہلِ ایمان کی شفاءِ کاملہ و صحتِ عاجلہ کے لئے دعا کریں۔یا اللہ تبارک وتعالیٰ! تو ہمارے شہید بھائیوں کی مغفرت فرما اور انہیں شہدائے بدر وحنین وکربلا کی معیت نصیب فرما، ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما، ان کے پس ماندگان کو صبرِ جلیل عطا فرما اور ہمارے تمام زخمی بھائیوں کو شفائے کاملہ اور صحتِ عاجلہ عطا فرما۔آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وازواجہ وشہداءِ امتہٖ وعلماءِ ملتہٖ اجمعین وبارک وسلم۔

حافظا باز نما قصۂ خون نابہ چشم
کہ دریں چشمہ ہماں آب روانست کہ بود

وفیات

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قادری رضوی اور مولانا سید عابد حسین شاہ علیہ کے خلیفہ ممتاز عالم دین مولانا مفتی سید امین الاسلام ہاشمی 70 برس کی عمر میں چٹاگانگ میں خالقِ حقیقی سے جاملے۔''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔مرحوم نے سوگواران میں چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی سوگوار چھوڑی ہیں۔ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری نے ان کے صاحبزادے مولانا شاہد الرحمٰن ہاشمی، مولانا صادق الاسلام ہاشمی سے فون پر گہرے دُکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔

مفتی سید امین الاسلام ہاشمی کے پاکستان کے علماء سے گہرے مراسم تھے۔وہ ہر سال انٹرنیشنل غوثیہ کانفرنس کا انعقاد کیا کرتے تھے جس میں پاکستان کے ممتاز علمائے کرام کو مدعو کرتے تھے۔ہاشمی خاندان کئی صدیوں سے علمی اور دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

مولانا ہاشمی نے چٹاگانگ اور اس کے اطراف میں سات مدارس قائم کئے جہاں طالب حق علومِ دینیہ حاصل کررہے ہیں۔آپ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی علمی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔آپ ہی کی دعوت پر صدر ادارہ نے بنگلہ دیش کا دورہ کیا تھا۔ادارہ کے سرپرستِ اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، پروفیسر دلاور خان، حاجی عبد اللطیف قادری نے ان کی مغفرت کی دعا کی۔

☆☆☆

نہایت دکھ وافسوس کے ساتھ اطلاع دی جارہی ہے کہ شہر حیدرآباد کے بزرگ ونامور عالمِ دین استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد الحفیظ صاحب قادری برکاتی علیہ الرحمۃ (مفتی دارالعلوم احسن البرکات) بروز جمعہ ۸ربیع الاول شریف وصال فرماگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔تمام محبین، متوسلین، تلامذہ ومعتقدین سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ فاتحہ خوانی فرماکر حضرت کے درجات کی بلندی کی دعا فرمائیں۔ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ودیگر اراکینِ ادارہ مرحوم کے لواحقین وسوگواران سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

تفسیرِ رضوی
سورۃ البقرۃ

معارفِ قرآن
من افاضاتِ امام احمد رضا

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خاں رضوی*

گزشتہ سے پیوستہ

ابن النجار ابوالمعتمر مسلم بن اوس اجاریہ بن ادامہ سعیدی سے راوی امیر المومنین ابوالائمۃ الطاہرین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی فانی لا اسأل عن شئی دون العرش الا خبرت عنه.

مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں بتاؤں گا۔

عرش کے نیچے کرسی، ہفت زمیں اور آسمانوں کے درمیان جو کچھ ہے تحت الثریٰ تک سب داخل ہے۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں:

کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شئی مجھ سے پوچھو میں بتاؤں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابوبکر عمر بن عبد البر کتاب العلم میں ابوالطفیل عامر بن داثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال شهدت علی بن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فو الله لا تسالونی عن شئی الیٰ یوم القیٰمة الا حدثتکم به.

میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خطبہ میں حاضر تھا۔ امیر المومنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: مجھ سے دریافت کیا کرو کہ خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے والی ہے مجھ سے جو کچھ پوچھو میں بتاؤں گا۔

امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی نے جامع کبیر میں ذکر فرمائیں۔

ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام دمیری پھر علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

الجفر جلد کتبه جعفر الصادق کتب فیه لا هل البیت کل ما یحتا جون الی علمه و کل ما یکون الی یوم القیٰمة.

جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لئے جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرمادیا۔

علامہ شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح مواقف میں فرماتے ہیں:

الجفر والجامعة کتا بان لعلی رضی الله تعالیٰ عنه وقد ذکر فیهما علی طریقة علم الحروف الحوادث التی تحدث الی انقر اض العالم و کانت الا ئمة المعر وفون من اولا ده یعرفو نها و یحکمون بهما فی کتاب قبول العهد الزی کتبه علی بن موسٰی رضی الله عنهما الی الما مون انک قد عرفت من حقو قنا مالم یعرفه اباؤ ک قبلت منک عهدک الا ان الجفر و الجامعة ید لا ن علی انه لا یتم والمشائخ المغا ربة نصب من علوم الحروف ینتسبون فیه اهل البیت و رایت انا با لشام نظما اشیر فیه بالر موز الی احوال ملوک مصر وسمعت انه مستخرج من ذ ینک الکتا بین.

یعنی جفر و جامعہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دو کتابیں ہیں، بیشک امیر المومنین نے ان دونوں میں علم الحروف کی روش پر ختم دنیا تک جتنے وقائع ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادئے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کتابوں کے رموز پہنچانتے اور ان سے احکام نکالتے تھے۔ اور مامون رشید نے جب حضرت امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بعد

* محقق رضویات و پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

ولی عہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنام مامون رشید تحریر فرمایا۔ اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے۔ اس لئے میں تمہاری ولی عہدی قبول کرتا ہوں۔ مگر جفر و جامعہ بتا رہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت پائی۔ اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنے انتساب کا سلسلہ رکھتے ہیں۔ اور میں نے ملک شام میں ایک نظم دیکھی جس میں شاہان مصر کے احوال کی طرف رمزوں میں اشارہ کیا ہے، میں نے سنا کہ وہ احکام انہی دونوں کتابوں سے نکالے ہیں۔ انتہیٰ

اس علم علوی شریف مبارک کی بحث اور اس کے حکم شرعی کی جلیل تحقیق بحمداللہ تعالیٰ فقیر کے رسالہ ''مجتلی العروس و مراد النفوس'' میں ہے جو اس کے غیر میں نہ ملے گی۔ (خالص الاعتقاد ۳۴ تا ۳۸)

(۳۴) **وَاِذْقُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ.** (البقرہ ۲/۳۴)

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا۔

﴿۸﴾ **امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:**

علماء کو اختلاف ہے کہ یہ سجدہ زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا، سر خم کرنا۔ ابوالشیخ کتاب العظمۃ میں امام محمد بن جعفر مخزومی سے راوی:

قال کان سجود الملائکۃ لآدم ایماء

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ اشارہ تھا۔ ابن جریر و ابن المنذر و ابوالشیخ امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج سے تفسیر ''**قولہ تعالیٰ وخروا لہ سجدا.**'' (یوسف۔۱۰۰) میں راوی:

قال بلغنا ان ابویہ واخوتہ سجدوا یوسف ایماء برؤسھم کھیأۃ الاعاجم وکانت تلک تحیتھم کما یصنع ذلک ناس الیوم

ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے ماں باپ اور بھائیوں کا سجدہ سر سے اشارہ کرنا تھا جیسے اہل عجم کے یہاں ان کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی وغیرہ نے محاورات عرب سے اس معنیٰ سجدہ کا اثبات کیا۔ امام بغوی نے معالم التنزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا اور قول اول کو ضعیف کہا۔ سجدہ ملائکہ میں فرماتے ہیں:

لم یکن فیہ وضع الوجہ علی الارض وانما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذلک بالسلام.

یعنی وہ زمین پر مونہ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا۔ جب اسلام آیا اسے بھی سلام مقرر کرکے باطل فرمادیا۔

سجدۂ یوسف میں فرماتے ہیں:

لم یرد بالسجود وضع الجباہ علی الارض وانما ھو الانحناء والتواضع وقیل وضعوا الجباہ علی الارض علی طریق التحیۃ ولتعظیم وکان جائزا فی الامم السابقۃ فنسخت فی ھذہ الشریعۃ.

یعنی سجدے زمین پر پیشانی رکھنا مراد نہیں وہ تو صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا۔ اور بعض نے کہا بطور تحیت و تعظیم پیشانی ہی زمین پر رکھی اور یہ اگلی امتوں میں جائز تھا، اس شریعت میں منسوخ ہوگیا۔ بعینہ یونہی خازن میں ہے۔ دونوں امام جلیل جلال الدین نے تفسیر جلالین میں اسی پر اقتصار فرمایا۔ جلال الدین سیوطی سجدۂ آدم میں فرماتے ہیں:

واذقلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم سجدۃ تحیۃ بالانحناء

سورۂ یوسف میں فرماتے ہیں:

خروا لہ سجدا سجود انحناء لا وضع جبھۃ وکان تحیتھم فی ذلک الذمان

﴿جاری ہے......﴾

۶۔ شرک و کفر

مرتبہ : علامہ حنیف خاں رضوی*

﴿۶﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اسی طرح اور بھی حدیثیں ردو قبول میں وارد ہیں۔ اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ یہ امر مصلحت وقت وحالت ہدیہ گیرندہ وآرندہ پر ہے۔ اگر تالیف قلب کی نیت ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس سے ہدایا وتحائف لینے دینے کا معاملہ رکھنے میں اسے اسلام کی طرف رغبت ہوگی تو ضرور لے، اور گر حالت ایسی ہے کہ نہ لینے میں اسے کوفت پہونچے گی اور اپنے مذہب باطل سے بےزار ہوگا تو ہرگز نہ لے، اور اگر اندیشہ ہے کہ لینے کے باعث معاذ اللہ اپنے قلب میں کافر کی طرف کچھ میل یا اس کے ساتھ کسی امر دینی میں نرمی ومداہنت راہ پائے گی، اس ہدیہ کو آگ جانے اور بیشک تحفوں کا رغبت ومحبت پیدا کرنے میں بڑا اثر ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویہ حصہ اول ۹/۹۴)

(۱۰) کافر سے ہدیہ لیا جا سکتا ہے

۱۰۴۔ عن عبد الله الهوزني رضي الله تعالىٰ عنه قال : لقيت بلال مؤذن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بحلب فقلت :يا بلال !حدثني كيف كانت نفقة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم؟ قال: ما كان له شئى كنت أنا الذى إلى ذلك منه بعث الله تعالى عليه حتى توفى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ، وكان إذا أتاه مسلما فراه عاريا ، يامرني فانطلق فاستقرض فاشترى له البردة فأ كسوه وأطعمه حتى اعترضني رجل من المشركين فقال : يا بلال ! إن عندى سعة فلا تستقرض من أحد إلا منى ففعلت، فلما إن كان ذات يوم توضات ثم قمت لأؤذن بالصلوة فإذا المشرك قد أقبل في عصابة من التجار فلما أن رانى قال : يا حبشى ! قلت : يا لباه ، فتجهمنى وقال لى قولا غليظا : وقال لى : أتدرى كم بينك وبين الشمير قال : قلت : قريب ، قال : إنما بينك وبينه أربع ، فأ خذك بالذى عليك فأ ردك لرعى الغنم كما كنت قبل ذلك ، فأ خذفي نفسي ما يأخذ فى أنفس الناس حتى إذا صليت العتمة رجع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إلى أهله فاستاذنت عليه فأذن لى ، قلت : يارسول الله ! بأبى أنت وأمى ، ان المشرك الذى كنت أتدين منه قال لى : كذاو كذا. وليس عندك ماتقضى عنى ولا عندى وهو فاضحى فأذن لى أن أبق إلى بعض هؤلاء الأحياء الذين قد أسلموا حتى يرزق الله تعالىٰ رسوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مايقضى عنى فخرجت، حتى إذا أتيت منزلى فجعلت سيفى وجرابى ونعلى ومجنى عند راسى حتى إذا انشق عمود الصبح الأول أردت أن أنطلق فإذا إنسان يسعى يدعوايا بلال! أجب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فانطلقت حتى أتية فإذا أربع ركائب مناخات عليهن أحمالهن فاستا ذنت فقال لى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : أَبْشِرْ فَقَد جَاءَكَ اللّٰهُ تَعَالىٰ بِقَضَائِكَ، ثم قال : أَلَمْ تَرَ الرَّكَائِبَ الْمُنَاخَاتِ الأَرْبَعِ فَقُلْتُ : بَلى ، فقال : إنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا عَلَيْهِنَّ ، فَانَّ عَلَيْهِنَّ كِسْوَةً وَ طَعَامًا أَهْدَاهُنَّ إِلَىَّ عَظِيمُ فِدَكٍ فَاقْبِضْهُنَّ وَاقْضِ دَيْنَكَ، ففعلت فذكر الحديث ثم انطلقت إلى المسجد ، فإذا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قاعد فى المسجدفسلمت عليه فقال : مَا فَعَلَ مَا قِبَلَكَ ؟ قلت : قد قضى الله كل شئى كان على رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فلم يبق شئى ، قال : أَفَضَلَ شَئٌ، قلت : نعم ، قال : أُنْظُرْ أَنْ تُرِيْحَنِى مِنْهُ فَإِنِّى لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلىٰ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِى حَتّٰى تُرِيْحَنِى مِنْهُ ، فلما صلى الله تعالىٰ عليه وسلم العتمة دعانى فقال : مَا فَعَلَ الَّذِى قِبَلَكَ، قال : قلت : هو معى لم ياتنا أحد ، فبات رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى المسجد وقص الحديث حتى اذا صلى العتمة ، يعنى من الغد دعانى قال :

---

* محقق رضویات وپرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

مَافَعَلَ الَّذِی قِبَلَكَ ؟ قال : قلت: قد أراحك الله منه يا رسول الله ! فكبر وحمد الله شفق من أن يدر كه الموت وعنده ذلك ، ثم أتبعته حتى اذا جآء أزواجه فسلم على امرة امر اة حتى أتى مبيته فهذالذى سالتنى منه۔

حضرت عبداللہ ہوزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی حلب میں ۔تو میں نے کہا : اے بلال ! حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخراجات کے بارے میں بیان کرو کہ کس طرح خرچ فرماتے تھے۔ حضرت بلال نے کہا: آپ کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو میں ہی اسکا بندوبست کرتا ۔ یہ سلسلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تا حیات مقدسہ جاری رہا۔حضور کے پاس اگر کوئی شخص ننگا آتا تو آپ مجھے حکم دیتے۔ میں قرض لیکر اسکو چادر خرید دیتا، پھر اسکو پہنا دیتا، اور کھانا کھلاتا۔ایک دن ایک مشرک ملاتو کہنے لگا: اے بلال ! میرے پاس بہت مال ہے۔ لہذا میرے سوا کسی دوسرے سے تم قرض نہ لیا کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ایک دن میں وضو کر کے اذان پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا تو وہی مشرک سوداگروں کا ایک قافلہ لیکر آپہونچا۔ مجھے دیکھ کر بولا : اے حبشی ! میں نے کہا: میں حاضر ہوں ۔ وہ سختی کرنے لگا اور نازیبا کلمات بکنے لگا اور بولا: جانتا ہے مہینہ پورا ہونے میں کتنے دن باقی ہیں۔ میں نے کہا: ہاں قریب ہے۔ بولا: دیکھ مہینے میں چاردن باقی ہیں۔ میں اپنا قرض تجھ سے لیکر چھوڑونگا، اور تجھے ایسا ہی کر دونگا جیسے تو پہلے بکریاں چرایا کرتا تھا۔ حضرت بلال کہتے ہیں: میرے دل میں ایسا ملال گذرا جیسے لوگوں کے دل میں گذرتا ہے۔ پھر میں نے عشا کی نماز پڑھی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اندر آنیکی اجازت چاہی ۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی ۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان، وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا۔ مجھ سے لڑا اور کچھ نازیبا کلمات سے پیش آیا، آپ کے پاس بھی اتنا مال نہیں کہ میرا قرضہ ادا ہو جائے اور نہ میرے پاس ہے۔ لہذا وہ مجھے ذلیل کریگا۔ آپ مجھے اجازت عطا فرمادیں کہ میں مدینہ سے باہر مسلمانوں کی کسی قوم کے پاس چلا جاؤں یہاں تک کہ اللہ عزوجل اپنے رسول کو اتنا مال عطا فرمائے جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے ۔ یہ کہہ کر میں نکل آیا اور

اپنے مکان پر گیا اور تلوار، موزہ جوتی اور ڈھال کو اپنے سرہانے رکھا۔ یہاں تک کہ جب پوپھٹی تو میں نے بھاگنے کا ارادہ کیا کہ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تیزی سے آیا اور بولا : اے بلال! تم کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر آیا تو کیا دیکھتا ہوں چار جانور لدے بیٹھے ہیں، میں نے اندر آنیکی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا: اے بلال! خوش ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تیرا قرض ادا کرنے کیلئے مال بھیجا ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم نے چار جانور لدے ہوئے نہیں دیکھے ہیں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ جانور بھی تم لے لو اور جوان پر اسباب لدا ہے وہ بھی لے لو۔ ان پر کپڑا اور غلہ لدا ہے جو مجھے فدک کے رئیس نے بھیجا ہے۔ جاؤ اپنا قرض ادا کردو۔ میں نے ایسا ہی کیا، پھر میں مسجد نبوی میں آیا تو میں نے دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے سلام کیا، آپ نے فرمایا: اس مال سے تمہیں کیا فائدہ ہوا؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے وہ تمام قرض ادا کرا دیا جو مجھ پر تھا۔ آپ نے فرمایا: اے بلال! کیا اس مال سے کچھ بچا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: اس مال کو جلدی خرچ کر ڈال، میں گھر نہیں جاؤں گا جب تک تو مجھے بے فکر نہیں کردے گا۔ پھر رات کو حضور سید عالم ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا، فرمایا: اے بلال! کیا ہوا وہ مال، جو بچ گیا تھا؟ میں نے عرض کیا: آج پورے دن کوئی لینے والا نہیں آیا۔ اس رات حضور مسجدِ نبوی ہی میں رہے اور لوگوں کو احادیثِ مبارکہ سے نوازتے رہے۔ دوسرا دن جب ہوا اور نمازِ عشاء سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا: کیا ہوا وہ مال جو تیرے پاس بچ رہا تھا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ، میں نے آپ کو بے فکر کردیا۔ یہ سن کر حضور نے تکبیر کہی اور شکرِ الٰہی ادا کیا، اس بات پر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں انتقال کر جاؤں اور یہ مال میری ملکیت میں رہ جائے۔ پھر میں حضور کے ساتھ ہولیا۔ حضور اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لائے اور سب کو فرداً فرداً سلام کیا، یہاں تک کہ سونے کی جگہ تشریف لائے۔

حواشی

۱۰۴۔ السنن لابی دائود ، الخراج، ۲/۴۳۴

☆ المسند لا حمدین حنل ، ۵/۴۲۵

معارف القلوب (گزشتہ سے پیوستہ)

کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہئے

مصنف : رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الرحمن

شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

محشی : مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری*

مگر اس میں صریح خدشہ ہے کہ جواز صرف عقلی ہے۔ نہ کہ شرعی کہ حدیثِ متواترۃ المعنی سے بعض مؤمنین کی تعذیب ثابت اور نووی و ابی ولقانی نے اس پر اجماع نقل کیا اور جوازِ دعا کے لئے صرف جوازِ عقلی باوجود استحالۂ شرعی کافی ہونا مسلّم نہیں۔ اس طرف محقق شامی نے ردالمحتار میں اشارہ فرمایا۔ رہا اظہارِ شفقت سے عذر، میں کہتا ہوں ......وہ محلِ تکذیبِ نصوص میں قابلِ سماعت نہیں (۳۱۷) فتأمّل۔

ثم اقول وباللہ التوفیق۔ یہاں تعمیمیں دو ہیں۔ ایک تعمیمِ مسلمین۔ دوسری تعمیمِ ذنوب۔ اگر داعی (۳۱۸) صرف تعمیمِ اوّل پر قناعت کرے۔ مثلاً کہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَ الِدَیَّ وَلِلْمُؤْ مِنِیْنَ وَ الْمُؤْ مِنَاتِ. (۳۱۹) یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ (۳۲۰) تو قطعاً جائز ہے اور اس کا امام قرافی کو بھی انکار نہیں' اور اس کے فضل میں احادیث وارد اور اس کا جواز آیات سے مستفاد اور یہ طبقہ بطبقہ مسلمین میں بلانکیر شائع' اور اگر صرف تعمیمِ ثانی پر اکتفا کرے۔ مثلاً اپنے لئے کہے' الٰہی ! میرے سب گناہ چھوٹے' بڑے' ظاہر' چھپے' اگلے' پچھلے معاف فرما یا کہے' الٰہی ! میرے اور میرے والدین ومشائخ واَحباب واصول وفروع اور تمام اہلسنّت کے لئے ایسی مغفرت کر جو اصلاً کسی گناہ کا نام نہ رکھے' جب بھی قطعاً جائز اور اس قسم کی دعا بھی حدیث میں وارد اور مسلمین میں متوارث۔ ان دونوں صورتوں کے جواز میں تو کسی کو کلام نہیں ہوسکتا کہ اس میں اصلاً کسی نص کی تکذیب نہیں۔

صورتِ ثانیہ میں تو ظاہر ہے کہ نصوص صرف اس قدر پر دال کہ بعض مسلمین معذب ہوں گے' ممکن کہ وہ داعی اور اس کے والدین ومشائخ واَحباب وجمیع اہلسنّت کے سوا اور لوگ ہوں۔ اسی طرح صورتِ اُولیٰ میں کوئی حرج نہیں' کہ ہر مسلمان کے لئے فی الجملہ مغفرت اور بعض پر بعض ذنوب (۳۲۱) کی وجہ سے عذاب ہونے میں تنافی نہیں۔

اقول......بعض نصوص سے نکال سکتے ہیں کہ فی الجملہ مغفرت ہر مسلمان کے لئے ہوگی۔ احادیثِ صریحہ ناطق کہ حضور اقدس ﷺ کی شفاعت سے ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے، دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ تو ضرور ہے کہ یہ نکلنا قبل پوری سزا پالینے کے ہو' ورنہ شفاعت کا اثر کیا ہوا۔

اب رہی صورتِ ثالثہ یعنی داعی دونوں تعمیمیں کرے۔ مثلاً کہے' الٰہی! سب مسلمانوں کے سب گناہ بخش دے۔

اقول......اس کے پھر دو معنی محتمل۔ ایک یہ کہ مغفرت بمعنی تجاوز فی الجملہ کے لیں۔ تو حاصل یہ ہوگا کہ الٰہی! کسی مسلمان کو اس کے کسی گناہ کی پوری سزا نہ دے۔ اس کے جواز میں بھی کچھ کلام نہیں' کہ مفادِ نصوص مطلقاً تعذیبِ بعض عصاۃ ہے' (۳۲۲) نہ کہ استیفائے جزائے بعض ذنوب۔ بلکہ کریم کبھی استقصاء نہیں فرماتا۔ (۳۲۳) الاتری اِلٰی قولہ تعالیٰ : عَرَّفَ بعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ (۳۲۴) جب اکرم الخلق مصطفیٰ ﷺ نے کبھی پورا مواخذہ نہیں فرمایا' تو ان کا مولیٰ عزوجل تو اکرم الاکرمین ہے۔

دوسرے یہ کہ مغفرتِ تامہ کاملہ مراد لی جائے۔ یعنی ہر مسلمان کے ہر گناہ کی پوری مغفرت کر' کہ کسی مسلمان کے کسی گناہ پر اصلاً مواخذہ نہ کیا جائے یہ بیشک تکذیبِ نصوص کی طرف جائے گا اور اسی کو امام قرافی ناجائز فرماتے ہیں' اور بیشک یہی من حیث الدلیل راجح نظر آتا ہے' اور اس طرح کی دعا کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں' اور مسلمین کے حق میں خلفِ وعید کا جواز (جس سے خود حسب تصریح حلیہ ودیگر قائلانِ جواز عفو ومغفرت مراد اور وہ یقیناً اجماعاً جائز بلکہ واقع ہے) اس مسئلہ میں کیا مفید۔ کہ بعض کے لئے اس کا عدم اور وقوعِ عذاب' تواتر واجماع سے ثابت۔ تو یہاں کلامِ حلیہ محلِ کلام ہے اور مسئلہ' ائمہ کیا مشائخ سے بھی منقول نہیں ہے کہ دوسروں کو مجالِ سخن نہ رہے۔ پس احوط یہی ہے (۳۲۵) کہ اس صورتِ ثالثہ کے معنی ثانی

*استاذ جامعہ مدینۃ العلمیہ، گلستان جوہر، کراچی

سے احتراز کرے۔ شاید مصنف علّام قدس سرہ نے اسی لئے صرف کلام امام قرآنی پر اقتصار فرمایا۔ کہ رجحان واحتیاط اسی طرف ہے۔

واللہ تعالی اعلم هذا ماظهر لی فی النظر الحاضر فتا مل ' لعل الله یحدث بعد ذلک امرا.

مسئلہ ۱۳، قال الرضاء:

اپنے اور اپنے اَحباب کے نفس واہل ومال و وَلد پر بدعا نہ کرے۔ کیا معلوم کہ وقت اجابت ہو اور بعد وقوعِ بلا پھر ندامت ہو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ''اپنی جانوں پر بددعا نہ کرو اور اپنی اولاد پر بددعا نہ کرو اُور اپنے خادم پر بددعا نہ کرو اور اپنے اموال پر بددعا نہ کرو کہیں اجابت کی گھڑی سے موافق نہ ہو''

رواہ مسلم وابو داود وابن خزیمة عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنهما.

اور فرماتے ہیں۔ ''تین دعائیں بیشک مقبول ہیں۔ دعا مظلوم کی اور دعا مسافر کی اور ماں باپ کا اپنی اولاد کو کوسنا'' **رواہ الترمذی وحسنه عن ابی هریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنه.**

تنبیہ: دیلمی وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ **انی سئلت اللہ ان لا یقبل دعاء حبیب علی حبیبه.**

''بیشک میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کسی پیارے کی پیارے پر بددعا قبول نہ فرمائے۔''

علامہ شمس الدین سخاوی اسے لکھ کر فرماتے ہیں، صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اولاد پر ماں باپ کی بددعا رد نہیں ہوتی۔ تو اس حدیث کو ان سے توفیق دیا چاہئے۔ انتھی

اقول وباللہ التوفیق: بددعا دو طور پر ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ داعی کا قلب حقیقۃً اس کا یہ ضرر نہیں چاہتا۔ یہاں تک کہ اگر واقع ہو تو خود سخت صدمے میں گرفتار ہو۔ جیسے ماں باپ غصے میں اپنی اولاد کو کوس لیتے ہیں۔ مگر دل سے اس کا مرنا یا تباہ ہونا نہیں چاہتے اور اگر ایسا ہو تو اس پر ان سے زیادہ بے چین ہونے والا کوئی نہ ہوگا۔ دیلمی کی حدیث میں اسی قسم بددعا کے لئے وارد کہ حضور رؤف رحیم، رحمۃ للعلمین ﷺ نے اس کا مقبول نہ ہونا اللہ تعالیٰ سے مانگا۔ نظیر اس کی وہ حدیث صحیح ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے عرض کی۔ ''الٰہی! میں بشر ہوں، بشر کی طرح غضب فرماتا ہوں، تو جسے میں لعنت کروں یا بددعا دوں اسے تو اس کے حق میں کفارہ واجر وباعثِ طہارت کر۔''

دوسرے اس کے خلاف کہ داعی کا دل حقیقۃً اس سے بیزار اور اس کے اس ضرر کا خواستگار ہے اور یہ بات ماں باپ کو معاذ اللہ اسی وقت ہوگی، جب اولاد اپنی شقاوت سے عقوق (۳۲۶) کو اس درجۂ حد سے گزرادے، کہ ان کا دل واقعی اس کی ایسی ہی بددعا کے لئے فرماتے ہیں کہ رد نہیں ہوتی۔ والعیاذ باللہ سبحنہ وتعالیٰ ھذا ما ظہر لی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳۲۷)

حواشی

(۳۱۷) جب نصوص یعنی آیات واحادیث کی تکذیب لازم آتی ہو تو اس صورت میں یہ کہنا کہ ''اس طرح تعمیمِ حقیقی کے ساتھ دعا کرنے میں برادرانِ دینی پر اظہارِ شفقت ہے'' لہٰذا اسے جائز قرار دینا چاہئے'' یہ عذر قابلِ قبول نہیں۔

(۳۱۸) دعا کرنے والا۔

(۳۱۹) اے اللہ عزوجل! میری، میرے ماں باپ اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی بخشش فرما۔

(۳۲۰) اے اللہ عزوجل! محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو بخش دے۔

(۳۲۱) ذنوب، ذنب کی جمع ہے اور ذنب عربی میں گناہ کو کہتے ہیں۔

(۳۲۲) یعنی احادیث مبارکہ میں جو بعض مسلمانوں کے عذاب کا ذکر ہے، اس کا مقصود ومراد یہ ہے کہ بعض گنہگاروں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، یہ نہیں کہ وہ اپنے تمام گناہوں کی پوری پوری سزا پائیں گے۔

(۳۲۳) یعنی مالک کریم عزوجل کبھی پورا مواخذہ نہیں فرماتا۔

(۳۲۴) تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔ سورۃ التحریم، آیت ۳، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۲۵) یعنی سب سے محتاط ترین راستہ یہی ہے کہ......

(۳۲۶) نافرمانی، سرکشی۔

(۳۲۷) اللہ پاک وبلند ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ وہ گوہر پارے ہیں کہ میرے رب عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور سب سے زیادہ علم والا تو اللہ عزہٗ جل ہی ہے۔

علمِ تفسیر میں امام احمد رضا کا مقام

مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی*

(شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ سامی (۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء...... ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کی نگارشات میں تفسیرِ قرآن کے حوالہ سے گرانبہا مواد ملتے ہیں۔ خود کنز الایمان کے نام سے آپ کا سلیس اردو میں ترجمۂ قرآن علوم قرآن وتفسیر پر آپ کی کامل دسترس پر شاہد عادل ہے۔ اس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ علومِ قرآن وتفاسیر کے تمام وافر ذخائر پر گہری نظر رکھتے تھے اور فنِ تفسیر میں واسع الاطلاع تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ افتاء نویسی اور دیگر تصنیفی مشغولیات کی بناء پر قرآن مجید کی مکمل تفسیر نہ لکھ پائے لیکن بعض لوگوں کا یہ دعویٰ کہ امام احمد رضا کا علمِ تفسیر میں کوئی مقام نہیں ہے، نصف النہار کے وقت چمکتے ہوئے آفتاب کا انکار ہے۔)

ایسے لوگ درحقیقت امام موصوف کی تصانیف کا مطالعہ کئے بغیر یہ بات کہتے ہیں یا محض عناد ودشمنی کے طور پر۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ حاضر میں مخالفین نے بغیر تحقیق کے یہ جملہ لکھ دیا:

''کان قلیل البضاعة فی الحدیث والتفسیر'' [۱]

یہ جملہ مولوی ابوالحسن علی میاں ندوی کی طرف سے اپنے والد مولوی عبدالحی رائے بریلوی کی کتاب نزہۃ الخواطر پر اضافہ ہے اور امام احمد رضا کی تصانیف سے ناواقفیت کا نتیجہ یا بغض وعناد اور مخالف جذبات کا عکاس۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ اسی کتاب میں امام موصوف اور ان کی بعض کتب کی مدح سرائی کچھ اس طرح کرتے ہیں:

وہ نہایت کثیر المطالعہ، وسیع المعلومات اور متبحر عالم تھے۔ رواں دواں قلم کے مالک اور تصنیف وتالیف میں جامع فکر کے حامل۔

وہ حرمتِ سجدۂ تعظیمی کے قائل تھے۔ اس موضوع پر بالخصوص انہوں نے ایک کتاب بنام ''الزبدة الزکیة لتحریم سجود التحیة'' تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب اپنی جامعیت کے ساتھ ان کے وفورِ علم اور قوتِ استدلال کی دال ہے۔ فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر معلومات کی حیثیت سے اس زمانہ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کے فتاویٰ اور ''کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم'' جو قیامِ مکہ مکرمہ کے درمیان لکھی، اس پر شاہدِ عدل ہے۔ علومِ ریاضی، ہیئت، نجوم، توقیت، رمل، جفر میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔

یہ مدحیہ کلمات (ص:۴۱) پر ہیں اور تنقیصی جملہ (ص:۴۴) پر۔

اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ ندوی صاحب نے یہ دورُخی پالیسی کیوں اپنائی۔

راقم الحروف تو یہی سمجھتا ہے کہ انہوں نے امام احمد رضا کی صرف بعض کتابوں کا مطالعہ کیا جس کے نتیجہ میں اس تضاد بیانی کا مظاہرہ ہوا۔ یا ہوسکتا ہے ان کے نزدیک کسی علم میں مہارت کے لئے ضروری ہو کہ اس فن میں مستقل تصانیف ہوں جو تمام ابواب کو محیط ہوں۔

اگر ایسا ہے تو پھر اس معیار پر بیشتر مفسرین ومحدثین بھی قلیل البضاعۃ اور تہی دامن شمار ہوں گے اور پہلے مرحلہ یعنی صحابہ وتابعین کے دور میں تو معدودے چند بھی کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ اس دور میں تو نہ پورے قرآن کی تفسیر ہوئی اور نہ جمیع ابواب پر احادیث جمع ہوئیں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ اب جبکہ علوم وفنون مدون ہوچکے، تو کسی فن میں مہارتِ تامہ اس کے اصول وفروع کی تفصیلی معلومات اور اس علم کے متعلقات پر عبور حاصل کرنے پر موقوف ہے اور جب ان چیزوں میں عمیق نگاہ اور وسعتِ مطالعہ ثابت ہوجائے تو پھر ضخیم مجلدات اور تمام ابواب کے احاطہ اور ترتیب کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔

اس نقطۂ نگاہ سے امام موصوف کی تصانیف کا مطالعہ منصف مزاجی سے کیا جائے تو بیش بہا خزانہ ہاتھ آئے گا۔

ہاں مخالفین کو اگر اس بات پر ہی اصرار ہو کہ جب تک ضخیم مجلدات اور مستقل تصانیف نہ ہوں اس وقت تک مہارت تسلیم نہیں تو ہم اس نوعیت کا ثبوت بھی فراہم کرسکتے ہیں۔

☆ محقق رضویات وپرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج، بریلی شریف، انڈیا

راقم الحروف نے آٹھ سال قبل امام احمد رضا کے علمِ حدیث کی تعلق سے معلومات فراہم کرنا شروع کی تھیں، زمانہ کی دست برد سے امام احمد رضا کی جو کتابیں محفوظ تھیں، ان کو جمع کیا، جن کی تعداد تین سو سے متجاوز نہ ہوسکی۔

ان تمام کتب کا مطالعہ کرنے کے دوران جو احادیث سامنے آئیں ان کو جمع کیا اور فقہی ابواب پر مرتب کیا۔ ان کتابوں میں پائی جانے والی تمام احادیث کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق دس ہزار ہوگی لیکن میں نے مکررات کو حذف کیا اور جن احادیث کی متعدد سندیں تھیں ان کو بھی ترک کیا۔ اس کے باوجود یہ تعداد ۳۶۶۳ احادیث و آثار تک پہنچی جو بخاری و مسلم اور ترمذی وغیرہا صحاح ستہ کی غیر مکرر احادیث سے کسی طرح کم نہیں جبکہ یہ صرف تین سو تصانیف کا سرمایہ ہے اور یہ تعداد امام احمد رضا کی جملہ تصانیف کا تہائی حصہ ہیں۔ اگر تمام تصانیف دستیاب ہوجاتیں اور ان کی تمام احادیث کو جمع کردیا جاتا تو یہ سلسلہ کہاں پہنچتا؟ مزید اس موضوع پر تلاش جاری ہے، چند ضخیم کتابیں سامنے آئی ہیں، ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ ان کو بھی جمع کیا جائے گا۔ پھر یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ روایت کے ساتھ درایتِ حدیث اور اصول سے متعلق سیکڑوں صفحات میں بکھرے ہوئے، امام احمد رضا کے علمی جواہر پاروں کی جمع و ترتیب اس سلسلہ کو مزید وسعت دے گی اور مخالفین کے دعوے خاک میں ملتے نظر آئیں گے۔

پھر ندوی صاحب کے جملہ "قليل البضاعة فى الحديث" کی کیا حیثیت رہ گئی؟

ان کے جملے کا دوسرا جزء ہے "والتفسير" یعنی امام احمد رضا حدیث کی طرح تفسیر میں بھی تہی دامن تھے۔

امام احمد رضا کی جو تصانیف دستیاب ہیں، اگر ان کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو اس دعویٰ کی بھی قلعی کھل جائے گی۔ راقم الحروف نے تقریباً چھ سو آیت پر مشتمل تفسیری مباحث جمع کر کے قارئین کے سامنے پیش کردیئے ہیں۔ یہ ''جامع الحدیث'' کا ایک باب ہے جو ''کتاب التفسیر'' کے عنوان سے ہے۔ ان مباحث کو پڑھ کر منصف مزاج حضرات اس بات کا ضرور اعتراف کریں گے کہ جو شخصیت ان آیات کی اس طرح محققانہ انداز میں تفسیر کرسکتی ہے وہ بلاشبہ پورے قرآن کی تفسیر پر قادر تھی اور تمام مضامینِ قرآن اس کے پیشِ نظر تھے۔

خیال رہے کہ امام موصوف نے ایک مستقل اور مختصر تفسیر بھی لکھنا شروع کی تھی جو سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی ابتدائی ۱۲ آیات تک پہنچ سکی یا پھر اتنی ہی دستیاب ہوئی اور باقی امتدادِ زمانہ کی دبیز تہوں میں دب گئی۔

پورے قرآن کریم کی تفسیر پر قدرت حاصل ہونے کی دلیل خود ان کا ترجمۂ قرآن بھی ہے۔ آپ نے جس پسِ منظر میں ترجمہ کیا، اس کی مثال صدیوں میں تلاش کرنا مشکل ہے۔ آپ کا ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' اس طرح معرضِ وجود میں نہیں آیا جس طرح مترجمین عام طور سے گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر، متعلقہ کتابوں کا انبار لگا کر اور ترجمہ و تفسیر کی کتابیں دیکھ دیکھ کر معنیٰ کا تعین کرتے ہیں اور ان تمام چیزوں کے بعد جب مترجم ترجمہ کرتا ہے تو بھی اس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ اس کا قلم رطب و یابس سے پاک رہے اور دین و دیانت کی پاسداری میں کانٹے کی تول پر پورا اترے۔

امام احمد رضا کی مصروف ترین زندگی عام مترجمین کی طرح ان تمام تیاریوں اور کامل اہتمامات کی متحمل کہاں تھی اور حق تو یہ ہے کہ بہت سے موضوع ان کے یہاں قلم اٹھانے کا موقع بھی نہیں دیتے تھے۔ اس لئے بعض مواقع پر زبانی جواب عنایت فرماتے اور دوسرے حضرات کو لکھواتے۔ املا کرانے کی شان بھی یہ تھی کہ چار چار چھ چھ لوگ لکھتے اور سب کو بالترتیب علیحدہ علیحدہ مضامین لکھواتے۔ ترجمۂ قرآن کی نوعیت بھی اس طرح تھی۔ حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ نے ترجمۂ قرآن کی امام احمد رضا سے گزارش کی۔ کاموں کے ہجوم میں اس اہم کام کے لئے علیحدہ سے وقت ملتا نظر نہ آیا تو صدر الشریعہ دوپہر قیلولہ کے وقت قلم و قرطاس لے کر حاضر ہوگئے۔ ہر دن ایسے ہی وقت حاضر ہوتے، امام احمد رضا ترجمہ املا کراتے اور صدر الشریعہ لکھتے جاتے حتیٰ کہ یہ کام ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں مکمل ہوگیا۔ کیا تاریخ تراجم میں کوئی اور بھی ایسی مثال ملے گی؟

پھر ترجمہ کس انداز سے ہوا اور کس خوش اسلوبی سے معرضِ وجود میں آیا؟ اس کی ایک جھلک اربابِ علم و ادب اور صاحبانِ فضل و کمال

کے تاثرات سے ملاحظہ کیجئے:

حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی فرماتے ہیں:

علمِ قرآن کا اندازہ صرف اعلیٰ حضرت کے اس اردو ترجمہ سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا۔ جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں (روح) قرآن ہے۔ [۲]

مولانا عبدالحکیم شرف قادری لکھتے ہیں:

انہوں نے قرآن کریم کا بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا، قرآن فہمی کے لئے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے، ان پر انہیں گہرا عبور حاصل تھا۔ شانِ نزول، ناسخ و منسوخ، تفسیر بالحدیث، تفسیرِ صحابہ اور استنباطِ احکام کے اصول سے پوری طرح باخبر تھے۔ یہ ہی سبب ہے کہ اگر قرآن پاک کے مختلف تراجم کو سامنے رکھ کر مطالعہ کیا جائے تو ہر انصاف پسند کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام احمد رضا کا ترجمۂ کنز الایمان سب سے بہتر ترجمہ ہے جس میں شانِ الوہیت کا احترام بھی ملحوظ ہے اور عظمتِ نبوت و رسالت کا تقدس بھی پیشِ نظر ہے۔ [۳]

ایک غیر جانب دار عالم اور ممتاز صحافی کوثر نیازی صاحب نے یوں بیان کیا:

امام احمد رضا نے عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ کیا ہے، کنز الایمان روح پرور ترجمہ، عشقِ رسول کا خزینہ اور معارفِ اسلامی کا گنجینہ ہے۔ [۴]

ان شہادتوں سے اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ امام احمد رضا کی علوم قرآن پر گہری نظر تھی اور تفسیرِ قرآن میں امتیازی مقام حاصل تھا۔ جس شخص کی نگاہ اتنی عمیق ہو پھر اس کو اس فن میں قلیل البضاعۃ کہنا حقیقت سے کوسوں دور کی بات ہے۔

ماہرینِ فن نے اس ترجمہ کا مستند تفاسیر سے مقابلہ کیا تو عین مطابق پایا۔ تقدیس الوہیت اور ناموسِ رسالت کا ترجمان قرار دیا۔ قرآنی حقائق و معارف کا آئینہ بتایا لیکن عناد پسند طبیعتیں علوم قرآن سے تہی دامن ہی سمجھتی رہیں۔

اس موضوع کے تعلق سے اہلِ علم نے بہت کچھ لکھا ہے۔ میں اس تفصیل میں نہ جا کر صرف ایک مثال ان کے علوم قرآن پر گہری نظر اور تفسیری معلومات میں رسوخِ کامل سے متعلق پیش کر رہا ہوں۔

ائمہ تفاسیر نے تفسیرِ قرآن کے لئے چار اصول متعین کئے ہیں اور پانچواں اصول انہیں پر متفرع ہے اور انہیں سے ماخوذ ہے۔ ترتیب اس طرح ہے:

☆ تفسیر القرآن بالقرآن۔

☆ تفسیر القرآن بالحدیث۔

☆ تفسیر القرآن بآثار الصحابة والتابعين العظام

☆ تفسیر القرآن باللغة العربية والقواعد الاسلامية

اور پانچواں طریقہ یہ کہ مندرجہ بالا مین سے کسی کے ذریعہ مؤید و ثابت ہو۔ لہٰذا اس مقالہ میں امام احمد رضا کی تفسیری مباحث اس پہلو سے ملاحظہ فرمائیں اور آپ کی مہارت و عبقریت کی داد دیں۔

تفسیر القرآن باللغات العربیۃ والقواعد الاسلامیۃ

علومِ عربیہ اور قواعدِ اسلامیہ کے میدان میں امام احمد رضا اجتہادی شان کے مالک تھے۔ بہت سے اصول و قواعد سے متعلق آپ نے مستقل کتابیں لکھیں۔ آپ کی تصانیف میں لسانی علوم اور فنی قوانین و ضوابط کے مناظر شمار سے باہر ہیں۔ علومِ عقلیہ و نقلیہ دونوں میں دستگاہ کامل اور یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔

نحوی و صرفی قواعد، معانی و بیان و بدیع، اصول تفسیر و حدیث و فقہ وغیرہا تمام علوم و فنون کی وضوع ہی قرآن و حدیث کے افہام و تفہیم کے لئے ہوئی اور مفسرین و محدثین، فقہاء و مجتہدین نے علوم و معارف کے جو دریا بہائے، وہ انہیں علوم کی مرہونِ منت ہیں۔

لہٰذا تفسیر قرآن کے وقت ان کو پیشِ نظر رکھنا ضروری اور اہم ہے۔

امام احمد رضا اس زاویۂ نگاہ سے جب تفسیرِ قرآن پیش فرماتے ہیں تو وجوہ قرآن سے حجاب اٹھتے نظر آتے ہیں اور کلامِ الٰہی کی اعجازی شان نمایاں ہوتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ کیجئے اور اپنی مشامِ جان و روحِ ایمان کو معطر و منور کیجئے۔

مثال اول: حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء و مرسلین کے درمیان جو امتیازی شان حاصل ہے وہ قرآن کریم کی ہر ہر سورۃ سے عیاں ہے اور آپ کی شان والا کا جو اہتمام منظورِ خدا ہے وہ پورے قرآن سے جلوہ فشاں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ o فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ o"

(سورۃ اٰلِ عمران۔ ۸۱-۸۲)

اور یاد کرو اے محبوب! جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا: کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اب امام احمد رضا کا ایمان افروز تفسیری بیان ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

اقول و باللہ التوفیق: پھر دیکھنا یہ ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتم بالشان فرمایا ہے اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا۔

اولاً: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء معصومین ہیں، زنہار حکمِ الٰہی کا خلاف ان سے محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک وتعالیٰ بطریقِ امر انہیں ارشاد فرماتا، اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے، اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ مگر اس قدر پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا۔ یہ عہد، عہد الست بربکم کے بعد دوسرا پیمان تھا، جیسے کلمۂ طیبہ میں "لا الٰہ الا اللّٰہ" کے ساتھ "محمد الرسول اللّٰہ" تا کہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوی اللہ پر پہلا فرض ربوبیتِ الٰہیہ کا اذعان ہے، پھر اس کے برابر رسالتِ محمدیہ پر ایمان۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وشرف وجل وعظم۔

ثانیاً: اس عہد کو لام قسم سے مؤکد فرمایا۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سبکی فرماتے ہیں: شاید سوگند بیعت اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً: نون تاکید۔

رابعاً: وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید اور دوبالا فرمایا۔

خامساً: یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے تھے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں: "ءَاَقْرَرْتُمْ" کیا اس امر پر اقرار لاتے ہو یعنی کمال تعجیل و تجیل مقصود ہے۔

سادساً: اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی۔ بلکہ ارشاد ہوا: وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ" خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً: "عَلَيْهِ یا عَلٰى هٰذا" کی جگہ عَلٰى ذٰلِكُمْ فرمایا کہ بُعد اشارت دلیل عظمت ہو۔

ثامناً: اور ترقی ہوئی کہ "فَاشْهَدُوْا" ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ معاذ اللہ! اقرار کر کے مکر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً: کمال یہ ہے کہ فقط ان گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی، بلکہ ارشاد (فرمایا) "وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ" میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

عاشراً: سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد باآنکہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرما دی گئی۔ "فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ" اب جو اس اقرار سے پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

اللہ اللہ! یہ وہی اعتنائے تام اور اہتمام تام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے۔

ومن یقول منهم انی اله من دونه فذلك نجزیه جهنم كذلك نجزی الظالمین" (سورۃ الانبیاء۔ ۲۹)

اور ان میں جو کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزاء دیں گے، ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔

گویا اشارہ فرماتے ہیں: جس طرح ہمیں ایمان کے جزءِ اول ''لا الٰہ الا اللہ'' کا اہتمام ہے یوں ہی جزءِ دوم ''محمد رسول اللہ'' سے اعتنائے تام ہے۔ میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول اور مقتداء کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔ والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سید المرسلین محمد والہ وصحبہ اجمعین۔

اس سے بڑھ کر حضور ﷺ کی سیادت عامہ وفضیلت تامہ پر کون سی دلیل درکار ہے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔ (تجلی الیقین)

مثال دوم: اللہ رب العزت جل جلالہٗ سچا ہے اور اس کی ہر صفت ازلی و ابدی ہے۔ اس کے کلام میں شائبہ کذب کو ہرگز دخل نہیں۔ امام احمد رضا نے قواعدِ اسلامیہ کی روشنی میں آنے والی آیت کریمہ سے اللہ جل مجدہٗ کے لئے بروجہ کمال صفت صدق کا ثبوت مانا اور کذب کو باری تعالیٰ کے لئے محالِ عقلی ثابت فرمایا۔ حالآنکہ عموماً لوگ اس آیت کو صفت صدق کے ثبوت کے لئے تو سمجھتے ہیں لیکن کذب کے محال عقلی ہونے پر اس آیت کریمہ سے استدلال ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ومن اصدق من اللہ قیلا''

(سورۃ الانبیاء۔۱۲۲)

اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

اب امام احمد رضا کی تفسیر وتحقیق ملاحظہ فرمائیں:

اقول وباللہ التوفیق:

آیۂ کریمہ نصِ جلی کہ کذبِ الٰہی محالِ عقل ہے۔ وجہِ دلالت سنئے! خادمِ تفسیر وحدیث وواقفِ کلماتِ فقہا پر روشن کہ امثالِ عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہیں مگر حقیقتاً تفضیل ونفی برتر وہمسر کے لئے مسوق ہوتی ہیں۔

سید عالم ﷺ سب سے افضل ہیں۔

ومن احسن من اللہ صبغۃ'' (سورۃ البقرۃ: ۱۳۸)

یعنی صبغۃ اللہ سب سے احسن ہے۔

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ'' (سورۃ حم السجدۃ ۳۳)

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔ یعنی وہ دوسرے تمام سے قول میں خوبصورت ہے۔

تو لاجرم معنیٔ آیت یہ ہیں کہ مولیٰ عزوجل کی بات سب کی باتوں سے زیادہ صادق ہے۔ جس کے صدق کو کسی کلام کا صدق نہیں پہنچتا اور ظاہر کہ صدق کلام فی نفسہٖ اصلاً قابل تشکیک نہیں کہ باعتبار ذوات قضایا یا خواہ کسی وجہ سے اس میں تفاوت مان سکیں، سچی سچی باتیں مطابقت واقع میں سب یکساں، اگر ذرا بھی فرق ہوا تو سرے سے سچ ہی نہیں رہا۔ اصدق وصادق کہاں سے صادق آئے گا۔ یہ معنی اگرچہ فی نفسہٖ بدیہی ہیں مگر کلامِ واحد میں لحاظ کرنے سے ان کی اغبیاء پر بھی انکشافِ تام پائیں گے جنہیں بدیہیات میں بھی حاجت شانہ جنبانی وتنبیہ ہوتی ہے۔

قرآن عظیم نے فرمایا: ''محمد رسول اللہ''

اور ہم بھی کہتے ہیں: ''محمد رسول اللہ ﷺ''

کیا وہ جملہ کہ قرآن میں آیا زیادہ مطابق واقع ہے اور ہم نے جو کہا کم مطابق واقع ہے۔ حاشا کوئی مجنون بھی اس میں تفاوت گمان نہ کرے گا۔ یا متعدد باتوں میں دیکھئے تو یوں نظر کیجئے:

فرقانِ عزیز نے فرمایا:

'' وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا'' (سورۃ الاحقاف: ۱۵)

اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔

ہم کہتے ہیں: ''لاالٰہ الا اللہ الملک الحق المبین''

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی مالک حق واضح ہے۔

کیا وہ ارشاد کہ بچے کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینہ میں ہے، زیادہ سچا ہے؟ اور اس قول کے صدق میں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، معاذ اللہ کچھ کمی ہے؟

4 - F.

تو ثابت ہوا کہ اصدقیت بمعنی اشد مطابقت للواقع غیر معقول ہے، ہاں نظر سامع میں ایک تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق و صادق میں وہی مقصود و معتبر جسے دو عبارتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

ایک یہ کہ وقعت وقبول میں زائد ہے، مثلاً رسول کی بات ولی کی بات سے زیادہ سچی ہے، یعنی ایک کلام کہ ولی سے منقول ہوا اگر وہی بعینہٖ رسول ثابت ہو جائے، قلوب میں وقعت اور قبول کی قوت اور دلوں میں سکون وطمانیت ہی اور پیدا کرے گا کہ ولی سے ثبوت تک اس کا عشر نہ تھا، اگرچہ بات حرف بحرف ہے۔

دوسرے احتمال کذب سے ابعد ہونا۔ مثلاً مستور کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے۔ یعنی بہ نسبت اس کے احتمالِ کذب سے زیادہ دور ہے اور حقیقتاً تعبیر اول اسی تعبیر کی طرف راجع کہ سامع کے نزدیک جس قدر احتمال کذب سے دوری ہوگی، اسی درجہ وقعت ومقبولیت پوری ہوگی۔

جب یہ امر ممہد ہو گیا تو آیۂ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عزوجل کی بات ہر بات زیادہ احتمالِ کذب سے پاک ومنزہ ہے۔ کوئی خبر اور کسی کی خبر اس امر میں اس کے مساوی نہیں ہوسکتی اور شاید حضرات مخالفین بھی اس سے انکار کرتے کچھ خوفِ خدا دل میں لائیں۔

اب جو ہم خبر اہل تواتر کو دیکھتے ہیں تو وہ بالبداہت بروجہ عادت دائمہ ابدیہ غیر مخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت غیر محتمل النقیض کو مفید ہوتی ہے جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی اگرچہ بنظر نفس ذات مخبر امکان ذاتی باقی ہے کہ ان کا جمع علی الکذب قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں۔ مگر ایسا امکان منافی قطع بالمعنی الاخص بھی نہیں ہوتا۔

''کما حققه في المواقف وشرحها واشار اليه في شرح المقاصد وشرح العقائد وغيرهما''

اسے پیش نظر رکھ کر کلامِ باری تعالیٰ کی طرف چلئے۔ امکانِ کذب ماننے کے بعد غایت درجہ اس قدر کہ کلامِ ربانی وخبر اہلِ تواتر کانٹے کی تول ہم پلہ ہوں گے، جیسا کہ احتمالِ کذب یعنی نافی قطع ومنافی جزم اس کلام پاک میں نہیں۔ اس سے خبر تواتر کا بھی دامنِ پاک اور بنظرِ امکان ذاتی جو احتمال عقلی خبر تواتر میں ناشی وہ بعینہٖ کلام الٰہی میں بھی باقی۔ پھر کلامِ الٰہی کا سب کلاموں سے اصدق ہونا اور کسی کی بات اس سے صدقاً بھی ہمسری نہ کر سکنا کہ مفاد آیۂ کریمہ تھا۔ معاذ اللہ کب درست آیا بخلافِ عقیدۂ مجیدہ اہلِ سنت ''وقايت الله لهم دامت'' یعنی امتناع عقلی کذبِ الٰہی کہ اس تقریر پر کلامِ مولیٰ جل وعلا میں کسی طرح احتمالِ کذب کا امکان نہیں بخلافِ خبر تواتر کے، کہ احتمالِ کذب کا امکانی رکھتی ہے اور یہ بات قطعاً صرف اسی کے کلامِ پاک سے خاص ہے۔ محال ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال سکے کہ کسی غیر خدا پر کذبِ محال عقلی ہو جائے۔ عصمت اگر بمعنی صدور وعدم قدرت ہی لیجئے تاہم امتناع ذاتی نہیں کہ سلب عصمت خود زیر قدرت۔ اب بحمد اللہ شمس تابندہ کی طرح روشن ودرخشندہ صادق آیا کہ ''ومن اصدق من الله قيلا'' اور ''العزة لله'' کیوں نہ صادق آئے کہ آخر ''ومن اصدق من الله حديثا''

یہ دیکھو یہ منشاء تھا علماء کے اس ارشاد کا کہ زیر آیت کریمہ استدلال میں فرمایا کہ کوئی اس سے کیونکر اصدق ہو سکے کہ اس پر تو کذبِ محال اوروں پر ممکن۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(فتاویٰ رضویہ جدید)

مثال سوم: قال الله تعالىٰ: وتمت كلمة ربك صدق و عدلا ط لامبدل لكلمة وهو السميع العليم''
(سورۃ الانعام۔ ۱۱۵)

اور پورا ہے تیرے رب کا کلام صدق وانصاف میں، کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا، اور وہی ہے سننے والا، جاننے والا۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں: صدق قائل کے لئے درجات ہیں اور باری عزوجل کا کلام انتہا درجہ صدق وعدل پر ہے جس کا مثل ان امور میں متصور نہیں۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی اخبار، احکام اور مواعید انتہائی کامل ہیں۔ اخبار و مواعید صدق کے اعتبار سے اور قضایا واحکام عدل کے اعتبار سے۔

پھر امام احمد رضا نے صدق قائل کے سات درجات شمار فرمائے جن کی تلخیص اس طرح ہے۔

درجہ اول: روایات وشہادات میں قطعاً کذب سے محترز ہو اور مخاطبات میں بھی زنہار ایسا جھوٹ روانہ رکھے جس میں کسی کا اضرار ہو اگر چہ اسی قدر کہ غلط بات کا باور کرانا۔ مگر مزاحاً یا عبثاً ایسے کذب کا استعمال کرے جو نہ کسی کو نقصان دے نہ سننے والا یقین لا سکے۔

مثلاً آج زید نے منوں کھانا کھایا، آج مسجد میں لاکھوں آدمی تھے۔ ایسا شخص کاذب نہ گنا جائے گا یا مردود الروایۃ نہ ہوگا۔ تاہم بات خلاف واقع ہے اور محض فضول وغیر نافع۔ اگر چہ نفس کلام میں حکایت واقع، مراد نہ ہونے پر دلیل قاطع۔

درجہ دوم: ان لغو وعبث جھوٹوں سے بھی بچے۔ مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ ظاہر کرتا ہو جس طرح قصائد کی تشبیبیں ع

''بانت سعاد فقلبھیا لیوم متبول'' سعاد کی جدائی پر آج میرا دل مضطرب ہے۔

سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت سعاد نامی تھی، نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر مفتون، نہ وہ ان سے جدا ہوئی، نہ یہ اس کے فراق میں مجروح۔ محض خیالات شاعرانہ ہیں، مگر نہ فضول بحث کہ تشحید خاطر وتشویق سامع وترقیق قلب وتزئین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں۔ تاہم ازانجا کہ حکایت بے محکی عنہ ہے، ارشاد فرمایا گیا:

''وما علمنه الشعر وما ینبغی له'' (سورۃ یٰس۔ ۶۹)

اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

درجہ سوم: ان سے بھی تحرز کرے مگر مواعظ وامثال میں ان امور کا استعمال کرتا ہو جن کے لئے حقیقت واقعہ نہیں جیسے کلیلہ دمنہ کی حکایتیں، منطق الطیر کی روایتیں۔ اگر چہ نصیحت کے لئے یہ تمثیلی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے دینی منفعت مقصود، پھر بھی انعدام مصداق موجود ولہٰذا قرآن عظیم کو ''اساطیر الاولین'' (پہلوں کے قصے) کہنا کفر ہوا۔ جیسے آج کل بعض کفار لیام، مدعیانِ اسلام، نئی روشنی کے پرانے غلام، دعویٰ کرتے ہیں کہ کلامِ عزیز میں آدم وحوا کے قصے، شیطان وملک کے افسانے، سب تمثیلی کہانیاں ہیں جن کی حقیقت مقصود نہیں۔ ''تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا

درجہ چہارم: ہر قسم کی حکایت بے محکی عنہ کے تعمد سے اجتناب کلی کرے اگر چہ برائے سہو وخطا حکایت خلاف واقع کا وقوع ہوتا ہو۔ یہ درجہ خاص اولیاء اللہ کا ہے۔

درجہ پنجم: اللہ عزوجل سہواً وخطاً بھی صدورِ کذب سے محفوظ رکھے مگر امکان وقوعی باقی ہو۔ یہ مرتبہ اعاظم صدیقین کا ہے کہ حدیث شریف میں ہے:

''ان اللہ تعالی یکرہ فوق سمائہ ان یخطاء ابوبکر الصدیق فی الارض''

اللہ تعالیٰ آسمان پر اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمین پر غلطی کریں۔

درجہ ششم: معصوم من اللہ ومؤید بالمعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوعی بھی نہ رہے، مگر بنظر نفس ذات امکان ذاتی ہو۔

یہ رتبہ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین کا ہے۔

درجہ ہفتم: کذب کا امکان ذاتی بھی نہ ہو بلکہ اس کی عظمتِ جلیلہ وجلالیت عظیمہ بالذات کذب وغلط کی نافی ومنافی ہو اور اس کی ساحت عزت کے گرد اس گرد لوث کا گزر محال عقلی۔ یہ نہایت درجات صدق ہے جس سے مافوق متصور نہیں۔ اب آیہ کریمہ ارشاد فرما رہی ہے کہ تیرے رب کا صدق وعدل اعلیٰ درجہ پر منتہیٰ ہے تو واجب کہ جس طرح اس سے صدورِ ظلم وخلافِ عدل باجماع اہلِ سنت محالِ عقلی ہے، یوں ہی صدور کذب وخلافِ صدق بھی عقلاً ممتنع ہو، ورنہ صدقِ الٰہی غایت ونہایت تک نہ پہنچا ہوگا کہ اس کا مافوق ایک درجہ اور بھی پیدا ہوگا۔ یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے خلاف۔ فثبت المقصود والحمدللہ العلی الودود۔ (فتاویٰ رضویہ جدید: ۱۴)

مثال چہارم: تولج اللیل فی النھار وتولج النھار فی اللیل'' (سورۃ الِ عمران: ۲۷)

امام احمد رضا سے سوال ہوا کہ نمازِ مغرب کا وقت افق شرقی کی جڑ سے سیاہی نمودار ہوتے ہی معاً ہو جاتا ہے یا جب سیاہی بلند ہو جاتی ہے

اس وقت آفتاب ڈوبتا ہے۔ برتقدیرِ ثانی وہ بلندی کتنے گز ہوتی ہے اور آبادیوں میں سیاہی شرق سے نظر آنے پر نماز کا وقت سمجھا جائے گا یا نہیں؟

آپ نے قرآن حکیم کی اس آیت سے وقتِ مغرب کے سلسلہ میں ایسا منفرد اور اچھوتا استدلال فرمایا کہ ہر قاری کی آنکھیں روشن ہو جائیں اور قلوب واذہان منور ومجلی۔

اصول وقواعد سے مملو تفسیر وتوضیح ملاحظہ کیجئے، فرماتے ہیں:

افق شرقی سے سیاہی کا طلوع قرص شمس کے شرعی غروب سے بہت پہلے ہوتا ہے، سیاہی کئی گز بلند ہو جاتی ہے اس وقت آفتاب ڈوبتا ہے۔ جس طرح قرص شمس کے شرعی طلوع سے سیاہی غربی کا غروب بہت بعد میں ہوتا ہے، آفتاب مرتفع ہو جاتا ہے، اس وقت تک سواد مرئی رہتا ہے۔ اس پر عیان وبیان وبرہان سب شاہد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''لیس الخبر کالمعاینہ'' خبر شاہد کی طرح نہیں۔

جسے شک ہو طلوع وغروب کے وقت جنگل میں جاکر جہاں سے دونوں جانب افق صاف نظر آئیں، مشاہدہ کرے، جو کچھ مذکور ہوا آنکھوں سے مشاہدہ ہو جائے گا۔ الحمد للہ عجائبِ قرآن منتہی نہیں۔

كما في حديث الترمذي عن امير المؤمنين علي رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ لا تنقضي عجائبه

ایک ذرا غور سے نظر کیجئے تو اس آیۂ کریمہ کے مطالع رفیعہ سے اس مطلب کی شعاعیں صاف چمک رہی ہیں۔ رات یعنی سایۂ زمین کی سیاہی کو حکیم قدیر عز جلالہ دن میں داخل فرماتا ہے، ہنوز دن باقی ہے کہ سیاہی اٹھائی اور دن کو سواد مذکور میں لاتا ہے، ابھی ظلمت شبینہ موجود ہے کہ عروس خاور نے نقاب اٹھائی۔

کیونکہ ایک چیز دوسری چیز میں اسی وقت داخل ہو سکتی ہے جب دونوں موجود ہوں، نہ کہ ایک ختم ہو جائے اور اس کے بعد دوسری آئے اور لیل ونہار بمعنی رات اور دن آپس میں متضاد ہیں، اکٹھے نہیں ہو سکتے تو مجازی معنیٰ مراد لینا ضروری اور اس کا اقرب طریقہ وہی ہے جو فقیر نے بیان کیا کہ لیل سے مراد تاریکی اور نہار اپنے معنی حقیقی میں۔ اس طرح داخل کرنے کا مفہوم بغیر کسی تکلف کے ظاہر ہوگا اور مجاز کی ضرورت سے زیادہ ضرورت نہیں ہوگی اور اس کا عکس بھی ممکن کہ نہار سے مراد سورج کی شعاعیں اور لیل اپنے معنی حقیقی میں۔ اس صورت میں آیت کے اندر اشارہ ہوگا کہ مشرقی افق میں سورج کی روشنی نمودار ہو جاتی ہے اور رات بھی باقی ہے جیسا کہ صبحِ کاذب کے وقت ہوتا ہے اور لیل سے مراد لیل عرفی لی جائے تو یہ مفہوم مزید واضح اور کامل۔ نیز اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہوگا کہ مغربی افق میں شفق احمر وابیض کے دوران سورج کی روشنی باقی ہوتی ہے اس کے باوجود رات ہو جاتی ہے۔

قرآن عظیم کا نائب کریم کلام صاحب جوامع الکلم ﷺ ہے، صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وجامع ترمذی ومسند امام احمد میں امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''اذا قبل الليل من هٰهنا وادبر النهار من هٰهنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم''

جب اِدھر سے رات آئے اور اُدھر سے دن پیٹھ دِکھائے اور سورج پورا ڈوب جائے تو روزہ دار کا روزہ پورا ہو چکا۔

لیل سے مراد سیاہی اور نہار سے مقصود ضوء۔ ''فان الاقبال من هٰهنا والادبار من هٰهنا انما يكون لهما'' کیونکہ تاریکی اور روشنی ادھر سے آتی ہیں اور ادھر جاتی ہیں۔

تیسیر میں ہے:

''اذا اقبل الليل يعنى ظلمته وادبر النهار اى ضوء ه۔

عالمِ ماکان وما یکون ﷺ نے تینوں لفظ اسی ترتیب سے ارشاد فرمائے جس ترتیب سے واقع ہوتے ہیں۔ پہلے سیاہی اٹھتی ہے، اس وقت تک اگر افق صاف اور غبار وبخار سے پاک ہو، آفتاب کی چمک باقی رہتی ہے بلکہ قلل جبال واعالی اغصان شجر پر عکس ڈالتی ہے، پھر جب قرص چھپنے پر آیا تکاثفا بخرہ افقیہ وکثرت بعد عن الابصار، وطول مرور شعاع البصر فی ثخن کرۃ البخار کے باعث روشنی بالکل محتجب ہو جاتی ہے مگر ہنوز قدرے قرص بے تکلف۔ اس معنی پر بحمدہ اللہ تعالیٰ انتظام کلام اسی اعلیٰ جلالت پر جلوہ فرما ہے جو صاحب جوامع الکلم ﷺ کی شانِ رفیع بلاغت بے مثل کو شایاں وبجا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید)

مآخذ ومراجع

۱۔ التفسیر والمفسرون
۲۔ البرھان فی علوم القرآن
۳۔ نزھۃ الخواطر
۴۔ خطبۂ صدارت ناگپور
۵۔ کلمۂ آغاز شمولہ فتاویٰ رضویہ جدید۔ جلد اول
۶۔ امام احمد رضا اربابِ علم ودانش کی نظر میں
۷۔ سالنامہ معارفِ رضا
۸۔ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین
۹۔ جامع الاحادیث جلد چہارم
۱۰۔ فتاویٰ رضویہ جدید چہاردہم
۱۱۔ تفسیر ابن جریر
۱۲۔ فتاویٰ رضویہ جدید پانژدہم
۱۳۔ فتاویٰ افریقہ
۱۴۔ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین
۱۵۔ فتاویٰ رضویہ جدید چہاردہم
۱۶۔ کنز العمال
۱۷۔ الجامع الصغیر
۱۸۔ الجامع الترمذی
۱۹۔ فتاویٰ رضویہ جدید

''یونیورسٹی گائیڈلائن برائے طلبۂ مدارس'' کا دوسرا ایڈیشن اب جلد منظر عام پر

طلبۂ مدارس آج دینیات سے فراغت کے بعد عصری تعلیم گاہوں میں پہنچ کر عصری علوم وافکار سے واقف ہونا چاہتے ہیں، مگر یونیورسٹیوں سے مواصلات نہ ہونے کے سبب انہیں چند در چند مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ماضی میں اسی مواصلاتی رکاوٹ کے سبب مدارس کے طلبہ عصری دانش گاہوں میں نہ پہنچ سکے جس کی وجہ سے اب یونیورسٹیوں میں مذہبی رنگ ماند پڑنے لگا ہے، اسی مسئلے کے حل کے لیے مسلم فاؤنڈیشن دہلی نے ۲۰۰۳ء میں ایک چھوٹا کتابچہ بعنوان ''طلبۂ مدارس کے لیے یونیورسٹی گائیڈ لائن'' شائع کر کے بلا قیمت مدارس میں تقسیم کیا، اس کتابچے کا بہت مثبت اثر پڑا اور اس سے روشنی حاصل کر کے ادھر پچھلے سالوں سے بڑی تعداد میں طلبہ نے دہلی کی مختلف یونیورسٹیوں کا رخ کیا، لیکن مذکورہ کتابچہ اپنی تمام تر افادیت کے باوجود کئی جہت سے قابل اصلاح تھا، اس سال تنظیم نے یونیورسٹیوں میں داخلہ اور دیگر امور سے واقف کار افراد پر مشتمل ایک ٹیم بنائی، اس ٹیم نے اپنی کئی نشستوں میں تبادلۂ خیالات کیے اور ازسرنو یونیورسٹیوں کے لیے مفید اہم کورسز کا تعارف، ان میں داخلے کے طریقے اور شرائط قلم بند کیے، اب کتابچے کا دوسرا ایڈیشن طبع ہو کر منظر عام پر آنے کو ہے، اس کتابچے کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں علی گڑھ یونیورسٹی علی گڑھ، آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد اور دیگر ایسے کئی ایک تعلیمی اداروں کا تعارف اور اس میں داخلے کے بارے میں معلومات کا اضافہ کیا گیا ہے جو پہلے ایڈیشن میں نہیں تھے۔

''مسلم فاؤنڈیشن کا مطمحِ نظر مسلم نوجوانوں کو مستقبل میں درپیش چیلنجز کے سلسلے میں بیدار کرنا اور تعلیم حاصل کر رہے نوجوان طلبہ کو ایک ایسے پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے جہاں سے وہ مسلم معاشرہ کی تعمیر واصلاح کی منصوبہ بندی کر سکیں۔

نوٹ: خواہش مند حضرات درج ذیل پتے سے ۱۵/روپے کا منی آرڈر یا ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک بھی منگا سکتے ہیں۔

''رپورٹ: شوکت علی، مسلم فاؤنڈیشن، ۶۰۱/A۲۰، ذاکر نگر نئی دہلی۔۲۵''

پتنگ بازی کی ہولنا کی کا تدارک افکارِ رضاء کی روشنی میں

پروفیسر دلاور خان

چین میں پتنگ بازی کا آغاز تقریباً تین ہزار سال پہلے ہوا۔ قدیم زمانہ میں بانس کے ایک فریم میں سلک کے کپڑے سے جوڑ کر پتنگ تیار کی جاتی تھی۔ اور اسے اڑانے کے لئے سلک کے دھاگے کو استعمال کیا جاتا تھا۔ چین کے بعد سب سے پہلے پتنگ بازی کو ایشیا میں فروغ حاصل ہوا اس کے بعد یہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا تک جا پہنچی۔

یورپ اور امریکہ میں مختلف اقسام کی پتنگیں اڑائی جاتی ہیں ان پتنگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے گروپ کو **Stunt Kite** اور دوسرے گروپ کو **Power Kite** کہا جاتا ہے **Stunt Kite** کو نسبتاً آسان سمجھا جاتا ہے جبکہ **Power Kite** کو مشکل اور خطرناک تصور کیا جاتا ہے۔ یہ پتنگیں اتنی طاقتور ہوتی ہیں کہ ساحل سمندر پر منہ زور ہوا کا مقابلہ کر سکتی ہیں اور انہیں اڑانے والا شخص اتنا ماہر ہوتا ہے کہ ایسی پتنگ آسانی سے اڑا سکتا ہے اور نیچے بھی اتار سکتا ہے۔ اسی گروپ کی **Air Forls Graceful** نامی پتنگ نے ۱۲۰ میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے اڑنے کا تیز ترین عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

یورپ اور امریکہ میں پتنگ بازی کے حوالے سے سائنس اور جنگ کے شعبوں میں زیادہ ملتے ہیں امریکن ڈپلومیٹ سائنسدان بینجمن فرینکلن نے پتنگ کی مدد سے تجربہ کیا اور دریافت کیا کہ آسمانی بجلی کو اگر گرنے والی جگہ سے سیدھا زمین میں جانے کا واسطہ مل جائے تو آسمانی بجلی نقصان پہنچائے بغیر زمین تک آسکتی ہے پتنگ کے ذریعے کی گئی اسی دریافت کی وجہ سے آج ہم بجلی کی گھریلو استعمال کی اشیاء کو **Earth Connect** کر کے شارٹ سرکٹ کے نقصانات سے بچ سکتے ہیں۔ ٹیلی فون کے موجد گراہم بیل کا نام بھی پتنگ کے ذریعے سائنسی تجربے کرنے والے کے طور پر معروف ہے۔ ۱۸۹۰ء میں موسمی حالات کی پیائش والے آلات پتنگوں کے ذریعہ فضاء میں بھیجے جاتے تھے ۱۸۹۴ء میں پہلی دفعہ ایک سائنسدان لارن ہرگو لیو نے پتنگ کے ذریعے سامان کی فضائی نقل وحمل کا تصور پیش کیا ۱۹۰۳ء میں سیموئل فرینکلن نے پتنگ کے ذریعے **Surfing** کرتے ہوئے دو بار انگلستان کو عبور کیا۔ اسی طرح انیسوی صدی کے آخر میں اور بیسوی صدی کے شروع میں گلائیڈر نما پتنگوں کے ذریعہ جنگ کے دوران فوجیوں کو اونچے مقامات تک پہنچایا گیا۔ جنگ عظیم دوم کے دوران فرانسیسی فوجی پتنگوں کے ذریعے بم پھینکنے میں مشہور تھے۔

ان ممالک کے مقابلے میں پاک و ہند اور خصوصاً لاہور کی پتنگ بازی میں خاص فرق یہ ہے کہ پتنگ بازی میں مقابلہ صرف پتنگ کاٹنے کا ہوتا ہے جس کی پتنگ کٹ جائے وہ ہار جاتا ہے اور کاٹنے والا جیت جاتا ہے یہاں پتنگ بازی اور سائنس کا کوئی تعلق دور دور تک تلاش نہیں کیا جا سکتا اس میں کھیل وتفریح کی اسپرٹ نظر نہیں آتی بلکہ میدان جنگ کی کیفیت نمایاں نظر آتی ہے جہاں لوگ کھیل کھیلنا نہیں چاہتے بلکہ کھیل جیتنے کے لئے خطرناک اور جان لیوا حربوں سے بھی گریز نہیں کیا کرتے۔ اس سوچ اور خواہش نے پتنگ بازی کو بہت زیادہ خطرناک بنا دیا ہے جس نے اب معصوم انسانوں کے گلے کاٹنے شروع کر دیئے۔

آج کے دور میں بڑی پتنگوں کو اڑانے والی ڈور کے لئے موٹا دھاگا، دھاتی برادہ، کیمیکل، موٹے شیشے کا سفوف، لوہا، پلاسٹک جوڑنے والا کیمیکل، ریماٹپ ٹاپ، ڈائمنڈ ڈسٹ، اور فائبر ایمبری استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈور کی قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کی ڈائمنڈ ڈسٹ کی قیمت ڈیڑھ لاکھ روپے کلو کم از کم ہے۔

راقم الحروف فرنیچر مارکیٹ لیاقت آباد کے قریب کھڑا تھا کہ

اچانک چند لڑکے دکانوں سے نکل کر بھاگنے لگے۔ جب متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہ سڑک کے قریب چھوٹی سی کٹی ہوئی پتنگ لوٹنے میں اپنی توانائی صرف کررہے ہیں لپٹا جھپٹی میں پتنگ سڑک پر ان لڑکوں کی پہنچ سے قریب ہوئی پتنگ پر نگاہ جمائے ہوئے یہ لڑکے بھول گئے کہ وہ تیز رفتار چلتی ہوئی ٹریفک کے درمیان ہیں ان میں سے ایک موٹر سائیکل سے ٹکرا گیا اور یہ بے قابو موٹر سائیکل دوسری تیز رفتار موٹر سائیکل سے ٹکرا گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے کئی نوجوان خون میں لت پت ہوکر تڑپنے لگے۔ آہ بکاہ کی دردناک صدائیں بلند ہونے لگیں سارا ٹریفک جام ہوگیا۔ اس ہنگامی صورت میں لوگ ان زخمیوں کو اٹھا کر جلد سے جلد طبی امداد کے لئے ہسپتال پہنچانے کی انتھک کوشش کرنے لگے لیکن ان میں سے کسی کو بھی اتنے بڑے المناک حادثہ کی وجہ معلوم نہیں تھی کہ یہ ایک چھوٹی سی کٹی ہوئی پتنگ کا نتیجہ ہے۔

روز نامہ انقلاب لاہور ۳ مارچ ۲۰۰۶ء کی لاہور اور گجرانوالہ سے متعلق رپورٹ کے مطابق بسنت بخار نے مزید تین افراد کی جان لے لی جبکہ ڈور پھرنے پتنگیں لوٹنے کی کوشش اور چھتوں سے گرنے کے باعث درجنوں نوجوان زخمی ہوگئے۔ تفصیل کے مطابق چوہنگ میں محافظ ٹاؤن کے رہائشی محنت کش جاوید کا ۷ سال کا بیٹا حسن جو دوسری جماعت کا طالب علم تھا پتنگ کی طرف لپکا تو چھت سے گر گیا اور بری طرح زخمی ہوگیا اور ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ نعش جب گھر پہنچی تو اس کی ماں پر غشی طاری ہوگئی۔ خیابان اقبال روڈ، گلے پر ڈور پھرنے سے موٹر سائیکل سوار شدید زخمی ہوگیا۔ ادھر گوجرانوالہ میں پتنگ بازی کے دوران ہلاک ہونے والوں میں تھیڑی سانسی کا رہائشی لڑکا عاصم جو کہ کوتوالی میں بسنت منانے آیا تھا گزشتہ روز چھت کے کنارے اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور نیچے گلی میں جا گرا۔ ادھر نوشہرہ روڈ پر ۱۵ سالہ علی رضاء پتنگ بازی کرتے ہوئے اپنے مکان کی چھت سے گر گیا اور موقع پر دم توڑ دیا۔ لائرز ویلفر فرنٹ کی جانب سے ایک آئینی درخواست دائر کی گئی ہے جس میں مئوقف اختیار کیا گیا ہے کہ پتنگ بازی آرڈینس ۲۰۰۶ء بنیادی حقوق اور آئین کے منافی ہے۔

پتنگ بازی کی بڑھتی ہوئی ہولناکی اور حادثات سے شہریوں کو بچانے کے لیے سپریم کورٹ نے از خود نوٹس لیتے ہوئے پابندی عائد کردی۔ حکومت پنجاب نے بسنت کا میلہ منانے کے لیے سپریم کورٹ سے پندرہ دن کی مہلت مانگی اس کے بعد ایک اور اپیل کے ذریعہ ۵ دن کا مزید اضافہ کرایا گیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق ۱۲ فروری سے ۵ مارچ ۲۰۰۶ء تک پتنگ بازی کے ذریعے کرنٹ لگنے، ڈور پھرنے اور چھت سے گرنے کی وجہ سے ۹ افراد جاں بحق ہوئے جن میں دو معصوم بچے بھی شامل تھے پھر وزیر اعلیٰ پنجاب نے پتنگ بازی پر مستقل پابندی لگادی۔ سپریم کورٹ بار ایسوی ایشن کے سابق صدر مسٹر اکرم چوہدری نے پتنگ بازی کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر اپیل میں نشاندہی کی گئی کہ ۲۰۰۰ سے آج تک ۸۲۵ افراد پتنگ بازی کی وجہ سے جاں بحق ہوئے اس طرح ہر سال اوسطاً ۱۱۸، افراد جاں بحق ہوئے۔

پتنگ بازی پورے برصغیر پاک و ہند کے کلچر کا حصہ ہے لیکن جب کوئی تہوار یا کلچر کا حصہ قاتل بن جائے تو اس سے نجات پانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے ترقی پسند ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ معاشرے سے ان روایتوں کا خاتمہ کیا جائے جو معاشرے کو صدمات، حادثات اور خطرات سے دوچار کرتی ہیں۔

شیخ الاسلام احمد رضا خاں حنفی بطور ماہر عمرانیات، معاشرتی مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں اور انہیں اسلامی شریعت کی روشنی میں حل کرکے عوام الناس کو معاشرتی صدمات کی دلدل سے نکالنے کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دیتے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف علامہ محمد قمر الحسن بستوی (ہیوسٹن) امریکا سالنامہ معارفِ رضا ۱۹۹۷ء میں ان الفاظ سے کرتے ہیں:

''۱۲۷۲ھ سے ۱۳۴۰ھ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس دور کے جو مسائل ابھر کر سامنے آئے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے ان کا بھرپور

جواب لکھا۔ جس پر ان کی ہزاروں کتابیں شاہد عدل ہیں۔ آپ کے قلم فیضِ رقم سے کوئی بھی مسئلہ تشنہ کام نہیں رہ سکا۔ جس فن اور جس طرح کا مسئلہ ہوا۔ اس کا اسی فن اور زبان میں جواب مرحمت فرمایا گیا۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ چوتھائی صدی گزرتے گزرتے نئے مسائل جنم لے لیتے ہیں اور ماضی کے گزشتہ آفاقی مسائل تاریخی اساطیر بن جاتے ہیں ....لیکن یہ حیرت انگیز بات ہے کہ آپ کی فکری بصیرت کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ آج بھی بے شمار مسائل اگر چہ نئی ترنگ کے ساتھ ابھر کر آرہے ہیں مگر پھر بھی امام نے جن خطوط کی نشاندہی کی تھی اس کی روشنی میں یہ ابھرتے ہوئے مسائل ذرہ برابر بھی ہٹ کر نہیں ہیں ۔ بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج کے ماحولیات کو نگاہوں میں رکھ کر جواب رقم فرمایا گیا''۔

الشیخ احمد رضا حنفی اسلامی ثقافت، عرف وعادات کا بھرپور تحفظ کرتے ہیں جس سے معاشرے میں اتحاد و یگانگت، الفت و محبت پروان چڑھتی ہے لیکن ثقافت کے وہ پہلو جس سے معاشرہ صدمات، حادثات اور خطرات کا شکار ہو جائے اس کی بیخ کنی کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اسی لئے آپ نے رائج الوقت پتنگ بازی کا بغور مشاہدہ فرما کر اس کا ہر زاویہ سے تجزیہ کیا پھر اس سے جو نتیجہ اخذ ہوا اسے قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکھا اور پتنگ بازی کی ہولنا کیوں کا تدارک کرنے کے لئے شعور و آگاہی بیدار کی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے پتنگ بازی سے متعلق معاشرتی صدمات، حادثات اور خطرات کو آج کے ماحول میں پیش نظر رکھ کر ایک سوال کا جواب یوں عنایت فرمایا

(ا) کن کیا (پتنگ) لہو ولعب ہے اور لہو ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے۔

کل لهو السلم حرام الافی ثلث......

(ب) ڈور لوٹنا نُہبیٰ ہے اور نُہبیٰ حرام ہے حدیث میں ہے نہی رسول الله تعالیٰ علیه وسلم عن النهبی۔ رسول اللہ ﷺ نے لوٹنے سے منع فرمایا۔

(ج) لوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے کہ اسے دیدی جائے۔ اگر نہ دی اور بغیر اجازت کے اس سے کپڑا سیا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے اور اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا پھیرنا واجب ہے۔ الخ (احکام شریعت اول ص ۲۱)

لعب ولهو کے لغوی معنی:

اللهو .مايشغل الانسان عمايعنيه و يهمّه

(لہو ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان کو قابل توجہ امور سے غافل کردے۔

اللعب .لعب فلان اذاكان فعله غير قاصدبه مقصداًصحيحاً

لعب اور کھیل ہر اس کام کو کہا جاتا ہے جو بلا مقصدِ صحیح کے انجام دیا جائے۔

نتائج

اگر علماء کرام اور معاشرے کے بااثر طبقات اپنی معاشرتی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے پتنگ بازی کی ہولنا کیوں کے تدارک کے لئے عوام الناس میں آگاہی وشعور بیدار کرنے کے لئے الشیخ احمد رضا حنفی کے افکار کو فروغ دیں تو پتنگ بازی سے متعلق درج ذیل نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

(۱) انسانی جان کے زیاں کا خاتمہ
(۲) انسانی مال کے زیاں کا خاتمہ
(۳) وقت کے زیاں کا خاتمہ
(۴) پتنگ بازی کی ہولنا کیوں کا خاتمہ
(۵) بے مقصد سرگرمیوں کا خاتمہ
(۶) بے پردگی کا خاتمہ
(۷) لڑائی جھگڑے کا خاتمہ
(۸) یاد خدا سے غفلت کا خاتمہ
(۹) دوسروں کو نیچا دکھانے کی ذہنیت کا خاتمہ
(۱۰) لاقانونیت کا خاتمہ

خطبۂ استقبالیہ

برائے ۲۶ ویں سالانہ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس، کراچی

مورخہ ۲۵ / مارچ ۲۰۰۶ء / ۲۴ / صفر المظفر ۱۴۲۷ھ

بمقام کوہِ نور ہال، ہوٹل ریجنٹ پلازا، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ النبی الکریم

صدر ذی وقار۔۔۔!

مہمانانِ خصوصی۔۔۔!

مقالہ نگار حضرات و دیگر علمائے کرام و حاضرینِ کانفرنس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آیا ہے تمہارا نام جس میں
روداد وہ مشکبو تو ہوگی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ تَقْوٰى نیک اور پاکیزہ کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔

الحمد للہ!

آج ہم عالمِ اسلام کی عبقری شخصیت اور اپنے وقت کے الامام الاکبر، الشیخ محمد احمد رضا خاں حنفی قادری علیہ الرحمۃ کی حیات اور علمی آثار پر گفتگو کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ یہ ہمارا بڑا اعزاز ہے کہ ہمارے اس نیک اور پاکیزہ مشن یعنی امام احمد رضا حنفی قادری قدس سرہٗ کی تعلیمات اور ان کی فکرِ اسلامی کے ابلاغ میں تعاون کرنے کے لئے علمائے عرب بھی آج ہماری دعوت پر ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان علمائے عرب کی موجودگی اور شمولیت سے نہ صرف یہ کانفرنس کامیاب ہوگی بلکہ تعلیماتِ رضا جو حقیقتاً تعلیماتِ اسلامیہ ہی ہیں، انہیں دنیائے عرب تک پہنچانے اور پھیلانے میں معاون ثابت ہوگی۔

ہم اپنے تمام مہمانان گرامی خصوصاً مہمانانِ عرب فضیلۃ الشیخ السید یوسف السید الہاشم الرفاعی حفظہ اللہ الباری، العلامۃ الاستاذ احمد سامر القبانی حفظہ اللہ الباری، فضیلۃ الشیخ شہاب الدین فرفور دمشقی مدظلہ، لندن سے تشریف لائے ہوئے مہمان فاضل نوجوان علامہ مولانا منور عتیق رضوی زید مجدہ اور صدر کانفرنس و مہمانانِ خصوصی اور تمام مقالہ نگار حضرات کے ممنون و مشکور ہیں جن کی موجودگی ہی ہماری کانفرنس کی کامیابی کی دلیل ہے۔

صدر ذی وقار!

ادارہ پچھلے ۲۶ سالوں سے مسلسل امام احمد رضا کی تصنیفات و تالیفات کی اشاعت کرنے میں مصروف ہے۔ ہم نے پچھلے سالوں جو 240 سے زیادہ کتب مختلف زبانوں میں طبع کی ہیں اور ماہنامہ / سالنامہ معارفِ رضا شائع کیے ہیں، ان کی اجمالی فہرست ملاحظہ کیجئے:

۱۔	امام احمد رضا کی اپنی اردو اور عربی تصانیف:	20 عدد
۲۔	امام احمد رضا پر اردو زبان میں لکھی گئی کتب اور مقالات:	60 عدد
۳۔	امام احمد رضا پر انگریزی زبان میں لکھی گئی کتب اور مقالات:	15 عدد
۴۔	امام احمد رضا پر عربی زبان میں لکھی گئی کتب اور مقالات:	11 عدد
۵۔	امام احمد رضا پر دیگر زبانوں میں لکھی گئی کتب اور مقالات:	5 عدد
۶۔	معارفِ رضا سالنامہ اردو، عربی، انگریزی	36 عدد
۷۔	معارفِ رضا ماہانہ	45 عدد
۸۔	مجلہ امام احمد رضا کانفرنس	21 عدد
		241 عدد

ادارہ نے گذشتہ ۲۶ر سالوں میں امام احمد رضا پر تحقیق کرنے والے ہر اس اسکالر کے ساتھ تعاون کیا جو آپ کی شخصیت یا کسی علمی پہلو پر دنیا کی کسی بھی جامعہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی/ ایم۔ فل یا ایم۔ اے کا تحقیقی مقالہ لکھ رہا ہو یا ان کی شخصیت کے حوالے سے کوئی تحقیقی تصنیفی کام کر رہا ہو۔ الحمدللہ ہمارے تعاون سے اب تک دنیا کی مختلف جامعات میں 18 طلبہ پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں جن میں دو طالبات بھی شامل ہیں، اسی طرح اب تک 7 طلباء و طالبات ایم۔ فل کی اسناد حاصل کر چکے ہیں۔ اب امام احمد رضا پر تحقیق کا دائرہ وسیع سے وسیع ہوتا جا رہا ہے، خاص کر عرب کی جامعات میں بھی امام احمد رضا پر تحقیقی کام شروع ہو چکا ہے اور جامعۃ الازھر سے 3 طلبہ امام احمد رضا کے مختلف علمی گوشوں پر مقالات لکھ کر ایم۔ فل کی اسناد حاصل کر چکے ہیں جبکہ ملک شام کی جامعات میں بھی کئی طلبہ M.A کے مقالات لکھنے میں مصروف ہیں۔ بغداد شریف کی اسلامیہ یونیورسٹی میں امام احمد رضا کی عربی شاعری کے حوالے سے پی۔ ایچ۔ ڈی ہو رہی ہے۔ یقیناً آج عرب ممالک کے اسکالرز کی آمد ہمیں اس کام کو آگے بڑھانے میں مزید مدد دے گی اور امید کرتے ہیں کہ جلد شام اور کویت کی جامعات میں بھی ایم۔ فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی سطح کے مقالات لکھے جائیں گے اور شام اور کویت سے آئے ہوئے ہمارے مہمان علماء اس سلسلہ میں ہماری بھرپور مدد کریں گے۔

صدرِ مجلس اور حاضرینِ کرام!

ہم یہ اعلان کرنے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احسان مند ہیں کہ ہم نے پچھلے سال پنجاب کے شہر اوکاڑہ سے اپنی ویب سائٹ کا اجراء کیا تھا جسے ہم نے بوجوہ منقطع کر دیا اور الحمدللہ آج ہم اس ویب سائٹ کا دوبارہ اجراء اور افتتاح کراچی سے کر رہے ہیں اور چند لمحات کے بعد ہم صدرِ مجلس کے ہاتھ اس کی افتتاحیہ تقریب کریں گے۔ اس ویب سائٹ پر فی الحال ہم نے امام احمد رضا کے 250 سے زیادہ مخطوطات جو کہ عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں اور مختلف علوم و فنون پر مشتمل ہیں، upload کر دیئے ہیں تاکہ دنیا کے اسکالرز امام احمد رضا کی تصانیف اور تالیفات سے بھرپور استفادہ حاصل کر سکیں۔

اس سال ہم 26 ویں امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس کے موقع پر 10 عدد کتب کی اشاعت کا بھی اعلان کر رہے ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) ''معارفِ رضا'' سالنامہ شمارہ ۲۶ (اردو)

(ادارتی بورڈ) سید وجاہت رسول قادری۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ پروفیسر دلاور خاں۔ پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازھری (فیصل آباد اسلامک یونیورسٹی)۔ ریسرچ اسکالر سلیم اللہ جندران (جامعہ پنجاب لاہور)۔ پرفیسر مجیب احمد (جامعہ پنجاب لاہور)۔

(۲) ''معارفِ رضا'' العدد الرابع (عربی)

(ادارتی بورڈ) سید وجاہت رسول قادری۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازھری۔

(۳) ''Ma'arif-e-Raza Vol: XXVI'' (انگریزی)

(ادارتی بورڈ) سید وجاہت رسول قادری۔ پرفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔

(۴) مجلہ امام احمد رضا کانفرنس (اردو)

(ادارتی بورڈ) سید وجاہت رسول قادری۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔

(۵) مولانا احمد رضا خاں کی عربی زبان و ادب میں خدمات (اردو۔ ایم فل مقالہ)، مصنف: پروفیسر ڈاکٹر محمود حسین بریلوی۔

(۶) ملک العلماء (مولانا ظفر الدین علیہ الرحمۃ خلیفۂ امام احمد رضا قدس سرہٗ) حیات و خدمات۔ (اردو)، مصنف: علامہ ساحل شہسرامی (علیگ)

(۷) حضرت رضا بریلوی بحیثیت شاعر نعت (خلاصہ اردو۔ پی۔ ایچ۔ ڈی مقالہ)، مصنف: ڈاکٹر امام الدین جوہر میاں شفیع آبادی۔

(۸) امام احمد رضا بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ (اردو) مصنف: محمد بہاؤالدین شاہ

(۹) حیاۃ الا مام احمد رضا خاں الما تریدی الحنفی القادری البریلوی (عربی)، مصنف: مولانا محمد اسلم رضا

(10) Embryology (Refuting of a christian Priest: Physician's Claim)

(اصل کتاب الصمصام علی مشکک فی آیات الا رحام، اردو کا انگریزی ترجمہ)' مصنف: امام احمد رضا' مترجم: مولانا خورشید احمد سعیدی: (فاضل انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد)

جنابِ صدر!

ہم مستقبل میں جن منصوبوں پر کام کر رہے ہیں، ان میں سے چند ملاحظہ کیجئے:

۱۔ امام احمد رضا ڈیجیٹل لائبریری۔

۲۔ امام احمد رضا کی معرکۃ الآراء کتب کا عربی اور انگریزی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ۔

(i) سب سے اہم کام امام احمد رضا کی فتاویٰ رضویہ کی تیس جلدوں کا انگریزی اور عربی ترجمہ۔

(ii) امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان حدائقِ بخشش کی جامع شرح کی اشاعت۔

۳۔ اردو، انگریزی اور عربی زبان میں امام احمد رضا پر ایک ضخیم سوانحِ حیات۔

۴۔ امام احمد رضا کے تحریر کردہ عربی اور فارسی فتاویٰ کی اشاعت۔

۵۔ امام احمد رضا کی تمام تصنیفات کو CD میں منتقل کرنا۔

۶۔ امام احمد رضا کمپلیکس (Complex) کا قیام۔

ایک وسیع عمارت جس میں مکمل لائبریری اور ریسرچ اسکالرز کے لئے computer labs ہوں۔ تاکہ دنیا کی تمام بڑی جامعات سے رابطہ ہو سکے اور امام احمد رضا کی مطبوعات اور مخطوطات ان جامعات کی لائبریریوں تک پہنچا سکیں۔

۷۔ عالمی جامعہ امام احمد رضا کا قیام

آج اس باسعادت موقع پر فقیر یہ اعلان کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہے کہ ہم نے ایک عالمی جامعہ امام احمد رضا کے قیام کا فیصلہ اصولی طور پر کر لیا ہے اور ہمارے رفیق کار اور ادارے کے بہت پرانے رفیق محترم برادر حاجی رفیق برکاتی صاحب نے اس کی ابتدائی تعمیر سے لے کر تکمیل تک کی تمام ذمہ داری قبول فرمائی ہے۔ احقر، گورنر سندھ محترم ڈاکٹر عشرت العباد صاحب کی معرفت حکومت سندھ سے درخواست گذار ہے کہ وہ فوری طور سے ادارے کے لئے کراچی کے مضافات میں ہماری یونیورسٹی کے لئے ایک وسیع و عریض قطعۂ زمین عطا فرمائیں تاکہ عالمی جامعہ امام احمد رضا کا ابتدائی کام جلد شروع کیا جا سکے۔

صدر مجلس! ادارہ آپ کا انتہائی ممنون ہے کہ آپ اور آپ کی جامعہ کراچی ہمارے ادارہ کے ساتھ برابر تعاون کرتے ہیں اور ان شاء اللہ العزیز جلد ہی آپ کی جامعہ ہمارے ایک ریسرچ اسکالر مولانا منظور احمد سعیدی صاحب کو امام احمد رضا کے علومِ حدیث میں خدمات کے عنوان پر پی۔ایچ۔ڈی کرنے پر سند جاری کرے گی کیونکہ ان کا صرف viva باقی ہے اور سند کی اصولی منظوری دی جا چکی ہے۔ الحمد للہ یہ آپ کی جامعہ سے تیسری پی۔ایچ۔ڈی کا اجراء ہوگا جبکہ اس سے قبل 1993ء میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور 2004ء میں ڈاکٹر تنظیم الفردوس پی۔ایچ۔ڈی کی سند حاصل کر چکی ہیں جبکہ امام احمد رضا کے حوالہ سے 4 ریسرچ اسکالرز امام احمد رضا پر پی۔ایچ۔ڈی کے سلسلے آپ کی جامعہ میں enrolled ہیں۔

ادارہ، مہمانانِ خصوصی، صدر مجلس اور تمام اسکالرز بالخصوص باہر کے تمام مندوبین کا تہہِ دل سے شکر گذار ہے کہ آپ سب ہماری آواز پر

لبیک کہتے ہوئے امام احمد رضا کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے اور امام احمد رضا سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ امام احمد رضا کے علمی، روحانی اور باطنی فیوض کو ہم سب کے قلوب پر جاری وساری فرمائے۔ آمین۔ بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

ادارہ اپنے تمام معاونین کا بالخصوص حاجی رفیق برکاتی پردیسی صاحب، حاجی مجید برکاتی پردیسی صاحب، الحاج شیخ نثار احمد صاحب، الحاج محمد عقیل ڈھیڈی صاحب، حاجی حنیف رزاق جانو صاحب، حاجی محمد حنیف کالیا صاحب، زبیر حبیب احمد صاحب، جاوید حبیب احمد صاحب، حاجی اقبال صاحب، حاجی وسیم سہروردی صاحب، ادریس سہروردی اور سہیل سہروردی صاحب اور دیگر بہت سے محترم حضرات اور کمرشل اداروں اور بینکوں کا ممنون ہے کہ جن کی مالی معاونت کے بغیر اس کانفرنس کا انعقاد ممکن نہ تھا۔ ہم ان تمام مقالہ نگار حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے مقالہ جات عربی، اردو اور انگریزی زبان میں مجلّہ اور معارفِ رضا میں اشاعت کے لئے بھیجے۔ ہم ان تمام مقتدر علمی، سماجی اور سرکاری شخصیات کے بھی سپاس گذار ہیں جنہوں نے امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۶ء کے موقع پر اپنے قیمتی تاثرات اور پیغامات سے نوازا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان تمام احباب کا قلمی تعاون اسی طرح جاری رہے گا۔

احقر ادارے کے تمام عملہ کا بالعموم اور بالخصوص کمپیوٹر اور ویب سائٹ سیکشن سے منسلک افراد عمار ضیاء خاں قادری، ریحان خاں قادری اور مبشر خاں قادری حفظہم اللہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری خیال کرتا ہے جنہوں نے ایک ٹیم ورک کے جذبے سے دن رات کام کر کے ہمارے لئے دس کے قریب کتب کی طباعت اور اس کی سی۔ڈیز اور سب سے بڑھ کر ویب سائٹ کے اجراء کو نہایت ریکارڈ مختصر وقت میں ممکن بنایا۔ ادارہ نوجوان صحافی عزیزی افضل حسین قادری صاحب کا سپاس گذار ہے جنہوں نے فکرِ رضا کے ابلاغ کے لئے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے تمام افراد سے فرداً فرداً رابطہ کر کے ہماری کانفرنس کی خبروں کی بہترین کوریج کا انتظام کیا اور تمام خدمات فی سبیل اللہ انجام دیں۔ ہم انجمن طلباءِ اسلام کے سابق اراکین خصوصاً ڈاکٹر وقاص صاحب اور پی۔آئی۔اے ایئرپورٹ کے محترم شیخ محمد یونس قادری صاحب کے بھی ممنون ہیں جنہوں نے ایئرپورٹ پر ہمارے مہمانانِ گرامی کا استقبال کر کے انہیں ان کی جائے قیام تک پہنچانے کی رہنمائی فرمائی۔ ہم تمام پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا کے بھی احسان مند ہیں جن کے نمائندے امام احمد رضا کانفرنس کی کوریج کے لئے یہاں تشریف لائے بالخصوص ہم اے۔آر۔وائی، کیو۔ٹی وی کے حاجی عبد الرؤف گاندھی صاحب کی ذاتی توجہ اور ان کے عملہ کے دیگر حضرات مثلاً جناب خلیل وارثی صاحب، جاوید صدیقی صاحب، فیصل معیاری صاحب وغیرہم کی معاونت کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے ہماری کانفرنس کی مکمل کوریج کی ہے اور جس کو انٹرنیشنل چینل پر دکھانے کا پروگرام رکھتے ہیں۔

آخر میں فقیر اس خطبۂ استقبالیہ کو ان اشعار پر ختم کرتا ہے:

دو رہا باید کہ تا کود کے از لطفِ طبع
عالمِ گویا شود یا فاضلِ صاحب سخن
قرنہا باید کہ یک مردِ حق پیدا شود
بوسعید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا مولانا محمد وعلیٰ الہ وصحبہ وبارك وسلم۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند کی حمد نگاری

ڈاکٹر محمد امجد رضا خان امجدؔ *

کائنات کی ہر شے خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتی ہے، اس کی عظمت وقدرت کے گن گاتی ہے اس کی تسبیح وتہلیل اور تقدیس وتنزیہ کے نغمے الاپتی ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اس کی صراحت آئی ہے۔ سورۂ صافات میں ہے: سبح لله مافی السمٰوات ومافی الارض وهو العزيز الحكيم۔ سورۂ حدید میں ہے: سبح لله مافی السمٰوات والارض وهوالعزيز الحكيم۔ سورۂ رعد میں ہے: ويسبح الرعد بحمده۔ سورۂ نور میں ہے: الم ترى ان الله يسبح لـه من فـي السمٰوات والارض۔ سورۂ اسراء میں ہے: تسبح لـه السمٰوات السبع والارض وما فيهن۔ اسی سورہ میں دوسری جگہ ہے: وان من شي الا يسبح بحمده ولكن لاتفقهون تسبيحهم

حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا:

بذکرش ہر چہ بینی درخروش است   ولے داند دریں معنی کہ گوش است

نہ بلبل برگلش تسبیح خوانیست   کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست

یعنی ہر چیز اللہ کی ذکر میں بیخود ہے مگر اس راز کو وہی سمجھ سکتا ہے جو حق آشنا ہے۔ صرف بلبل اپنے پھول کو دیکھ کر تسبیح نہیں پڑھتا بلکہ کانٹے بھی خدا کی تسبیح میں رطب اللسان ہیں۔

انسان خدا کی تخلیق کا حسین شاہکار ہے اسے خدا نے احسن تقویم عطا کیا ہے۔ اسی کے سر پر لقد کرمنا بنی آدم کا تاج رکھا ہے، علمه البيـان اس کی شان اور علـم الانسـان مـالـم يـعـلم اس کی صفت ہے---- اسے خداوند قدوس نے عقل کی قوت، فکر کی دولت ،احساس کی حدت، زبان کی وسعت، بیان کی ندرت، جذبات محسوسات کے اظہار کی طاقت اور کائنات پہ حاکمیت عطا کی ہے پھر وہ خدا کی تسبیح وتحمید سے کیسے محروم رہ سکتا تھا؟

اس یقین کے باوجود کہ بندہ خدا کی حمد وثنا کا حق ادا نہیں کرسکتا، اس کے لئے خدا کی کامل معرفت درکار ہے اور بندے کو کما حقہ خدا کی معرفت ہو ہی نہیں سکتی۔ سب سے زیادہ رب کو پہچاننے والی ذات گرامی آقائے کریم ﷺ نے فرمایا: ما عـرفناك حق معرفتك یعنی ہم نے تجھ کو اس طرح نہیں پہچانا جس طرح تجھے پہچاننے کا حق ہے، پھر وہ کون ہے جو خدا کی حقیقی اور کلی معرفت کا دعویٰ کرے مگر اس کے باوجود حمد سرائی اور ثنا گوئی کا عمل صدیوں سے جاری ہے بلکہ ابتدائے آفرینش سے جاری ہے اور اس وقت بھی جاری رہے گا جب کوئی نہ ہوگا اور خدا خود اپنی کبرائی بیان کرے گا لـمن الملك اليوم--------انسان اگر اپنے عمل میں مخلص ہے تو اس کا ہر عمل خدا کی حمد وثنا ہے۔ ذکر وفکر حرکت وسکون خوشی اور غم ہر کیفیت حمد ہے، ہر سانس عبادت ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس نے رب کی حمد وثنا میں بھی اشرفیت کا مظاہرہ کیا ہے اور کررہا ہے۔ خدا کی ذات كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ کی حامل ہے تو اس کا بندہ اس کی صفت کے اظہار میں كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ کا مظہر ہے۔ وہ ہر انداز اور ہر رنگ میں اس کی خلاقیت ورزاقیت اور قدرت وصنعت کے گن گاتا ہے۔ بندے کی حمد کا انداز عام مخلوقات سے جداگانہ اور متنوعانہ ہے وہ سو کر، رو کر، بو کر، ڈھو کر، ہر طرح اس کی حمد بیان کرتا ہے۔ کبھی اس کا یہ عمل اضطراری اور غیر شعوری طور پر ہوتا ہے اور کبھی کامل یکسوئی اور شعور کی پوری قوت کے ساتھ۔ کبھی زبان کو جنبش دے کر اور کبھی قلم کو حرکت دے کر، جذبات کے اظہار کے جتنے ذرائع ہیں انسان نے ان سبھی ذرائع کو خدا کی حمد سے مشرف کیا ہے، اور اسے قابل احترام بنادیا ہے، ان ذرائع میں ایک پراثر ذریعہ شاعری ہے، جس میں نثر سے زیادہ اثر انگیزی اور اثر پذیری کی قوت پنہاں ہے، صفات ربانی سے معمور دل والوں نے خدا کی حمد وثنا میں اظہار کے اس مؤثر ذریعہ کو بھی بھرپور انداز میں استعمال کیا ہے، چنانچہ عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں خدا کی تسبیح وتہلیل کے اشعار موجود ہیں مگر میرا موضوع چونکہ اردو کی حمدیہ شاعری بالخصوص حضور مفتی اعظم

* ڈائریکٹر القلم فاؤنڈیشن وایڈیٹر سہ ماہی رفاقت، پٹنہ، بہار، انڈیا

3 - R -

ہند کی حمد یہ شاعری ہے اس لئے میں عربی اور فارسی کی حمد یہ شاعری پر بحث نہیں کروں گا ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ عربی اور فارسی کے بہ نسبت اردو میں حمد گوئی پر قابل ذکر کام ہوا اس کا اندازہ پندرہویں صدی کے اس وقت تک کے مختلف شعرا کے دواوین، مجموعہ کلام اور دیگر کتابوں میں شامل حمد یہ اشعار کو دیکھنے سے ہوتا ہے۔ اب تک لاکھوں اشعار کہے جا چکے ہیں اور مختلف شعرا نے خالص حمد یہ مجموعے بھی شائع کئے ہیں۔ جیسے مفتی سرور لاہوری نے/ دیوان ایزدی، مظفر خیر آبادی نے/ نذر خدا، مظفر وارثی نے/ الحمد اور لاشریک، حافظ لدھیانوی نے/ سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم، گوہر اعظمی نے/ اللہ اکبر، اجمل نقشبندی نے/ صحیفہ حمد کا، طاہر سلطانی نے/ حمد میری بندگی، لطیف اثر نے/ طلوع حمد اور صحیفہ ذات، طفیل دارا نے/ لاشریک، انوار عزمی نے/ نام بنام حمد وثنا، منصور سلطانی نے/ مرسل ومرسل، تنویر پھول نے/ زبور سخن، مسرور بدایونی نے/ حمد یہ قطعات، شیبا حیدری نے/ حمد نامہ، علیم النسا ثنا نے/ تیری حمد وثنا، اور جمیل عظیم آبادی نے/ الرحمان------عابد سلطانی نے حمد کے انتخابی مجموعے بھی شائع کئے پہلا مجموعہ ''خزینہ حمد'' ہے جس میں مختلف شعرا کی حمدیں ہیں اور دوسرا مجموعہ ''اذان دیر'' ہے جس میں غیر مسلم شعرا کی حمدیں جمع کی گئی ہیں۔ شفقت رضوی نے ان میں سے اکثر کتابوں پر تبصرے کئے ہیں۔ جس سے حمد نگاری میں اب تک کی ہوئی پیش رفت اور تجربے کا پتہ چلتا ہے۔

چودہویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان اور آپ کے تمام اہل خاندان نے مذہبی وعلمی خدمات کے علاوہ اردو زبان وادب کی جو خدمتیں انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ اردو نثر میں امام احمد رضا نے جو کتابیں لکھ دی ہیں وہ کمیت وکیفیت ہر دو اعتبار سے اردو کی پوری تاریخ میں بھاری ہے اور آپ کا دیوان حدائق بخشش اردو شاعری میں بہ ہر نوع سب سے زیادہ قابل استناد وافتخار ہے۔ اسی لئے آپ کو امام الکلام اور کلام الامام کہا جاتا ہے۔ آپ کے برادر مکرم استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان حسن بریلوی کی غزلوں کا مجموعہ ''ثمر فصاحت'' اور نعتیہ مجموعہ ''ذوق نعت'' شعریت وشریعت کا حسین سنگم ہے۔ دنیائے ادب میں بار بار اس کا نام لیا جاتا رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان کا دیوان اگرچہ محفوظ نہیں مگر انتخاب کلام حامد کے نام سے جو مجموعہ شائع ہوا ہے۔ وہ حمد ونعت کا نہایت ہی قابل قدر نمونہ اور اردو کی نعتیہ شاعری میں گرانقدر اضافہ ہے، اعلیٰ حضرت کے خلف اصغر شبیہ غوث اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا مفتی اعظم ہند کا نعتیہ دیوان ''سامان بخشش'' بھی زبان وبیان، علم وعرفان، شستگی وبرجستگی اور سہل الممتنع کی نادر مثال ہے۔

فن حمد نگاری میں خانوادہ رضویہ نے جو قابل قدر نمونے چھوڑے ہیں اس سے حمد نگاری کی نئی جہتیں سامنے آئی ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے شعری سرمایہ میں حمد کا انداز بہت ہی نرالا اور انوکھا ہے۔ انہوں نے اپنے حمد یہ اشعار میں نعت کے پہلو کو پیش نظر رکھا ہے۔ اور حمد ونعت کی یکجائی کی نادر مثال قائم کی ہے ان کے ایک عربی قصیدے کے ابتدائی دو اشعار ملاحظہ ہو جن میں توحید کی عظمت اور رسول مکرم سے محبت کا بڑا کیف پرور بیان ملتا ہے:

الحمد للمتوحد　　بجلالہ متفرد

وصلاتہ دوماً علیٰ　　خیر الانام محمد

اور اب اردو میں بھی حمد کا انداز دیکھیں جس میں حمد ونعت کا دونوں کی یکجائی اپنے انفرادیت کی شہادت دے رہی ہے۔ حمد کا یہ انداز امام احمد رضا کی ایجاد اور ان کا خاصہ ہے:

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا
مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو ذات خدا غفار ہے

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف وعطا ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
مجھے جلوہ پاک رسول دیکھا تجھے اپنے ہی عز علیٰ کی قسم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا کے ''انتخاب کلام حامد'' میں گیارہ گیارہ بند پر مشتمل دو حمدیں ہیں جو فنی اعتبار سے لازوال شہکار ہیں اور دونوں حمدیں اسلوب اور کیفیت کے اعتبار سے قاری وسامع پر روحانی کیف پیدا کرتی ہے۔ نمونے کے طور پر یہ دو بند دیکھیں اس میں بھی تجنیس تام اور ذولسان (عربی، اردو) ہونے کی سند موجود ہے۔

کون میں کون ہے تو ہی تو — تو ہی تو ہے یامن ھو
تو ہی تو ہے تو ہرسو — یامن لیس الاھو

لا الہ الا ھو یامن لیس الاھو

روح میں تو ہے دل میں تو — میری آب وگل میں تو
اصل میں تو ہے ظل میں تو — حق حق حق ھو ھو ھو

لا الہ الا ھو یامن لیس الاھو

اور نغمہ توحید کے عنوان سے دوسری حمد یوں شروع ہوتی ہے:

دل مرا گدگداتی رہی آرزو — آنکھ پھر پھر کے کرتی رہی جستجو
عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھ کو تو — نکلا اقرب زحبل ورید گلو

اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

حضور مفتی اعظم ہند کے نعتیہ دیوان ''سامان بخشش'' میں اسی انداز اور اسی بحر میں دو حمدیں موجود ہیں جو دراصل حجۃ الاسلام ہی کی حمدوں کے پھیلاؤ اور متنوع انداز میں وسعت کے مناظر پیش کرتی ہیں۔ پہلی حمد ضرب ہو کے عنوان سے شروع ہوتی ہے جس میں بیس بند ہیں ہر چار مصرعے کے بعد اللہ ہو اللہ ہو کی ضربیں لگائی گئی ہیں، یہ حمد دینی محافل اور دینی مجالس میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہیں اور اس کے ضرب ہو سے واقعی دل پر حق کی ضرب پڑتی ہے۔

اللہ رب العزت کی رویت کی آرزو اس کے جلوے کی تلاش اس کے عرفان کی جستجو اور اقرب زحبل ورید گلو ہونے کے باوجود اسکی دید کی تڑپ ہر دل ہر آنکھ اور ہر متنفس کو ہے اور تمام حمد نگار شعرا نے اس پہلو کو اپنی حمد کا موضوع بنایا ہے۔ مگر جو انداز حجۃ الاسلا اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ والرضوان کا ہے وہ واقعی دیدنی ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند کا انداز ملاحظہ فرمائیں جس میں صنعت ردعروض وابتدا علی الصدر اور صنعت تکرار کی جمالی جلوہ ریزی ہے۔

تو کسی جا نہیں اور ہر جا ہے تو
تو منزہ مکاں سے مبرہ ز سو
علم وقدرت سے ہر جا ہے تو کو بکو
تیرے جلوے ہیں ہر ہر جگہ اے عفو

اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

قلب کو اس کی رویت کی ہے آرزو
جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چارسو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سبحانہٗ
عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو

اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

دنیا کی ہر شئی اور ہر مخلوق خدا کی حمد وثنا بیان کرتی ہے خود قرآن پاک کا ارشاد گذرا: وان من شئی الا یسبح بحمدہ اس مفہوم کو حضور مفتی اعظم ہند کس عالمانہ انداز میں بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

وہ بھی تسبیح سے رکھتا ہے اشتغال
جو نہیں رکھتا منہ اور لسان مقال
پھر بھی گویائے تسبیح ہے اس کا حال
اس کی حالی زباں کہتی ہے تو ہی تو

اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ

ان کی دوسری حمد ''اذکار توحید ذات اسماء وصفات وبعض عقائد'' کی سرخی کے تحت کہی گئی ہے۔ جس میں کل ننانوے بند ملتے ہیں مگر یہ نامکمل ہیں اس حمد کے دو رخ ہیں باسٹھ بند تک خالص حمد یہ

مضامین ہیں اور اس کے بعد سینتیس بندوں میں نعت وحمد دونوں پہلو کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی یہ حمد علم وعرفان، زبان وبیان اور سلاست وبرجستگی کے لحاظ سے کسی بھی زبان کی حمد یہ شاعری میں سب سے ممتاز اور منفرد ہے۔ اس میں بعض مکمل بند اور بعض مصرعے عربی زبان میں ہیں مگر زبان کی سلاست اور ندرت اپنی جگہ مسلم ہے نموتناً یہ چند بند ملاحظہ کریں:

لا موجود الا اللّٰہ لا مشھود الا اللّٰہ
لا مقصود الا اللّٰہ لا معبود الا اللّٰہ
لا الہ الا اللّٰہ امنا برسول اللّٰہ

لیس الھادی الا ھو کہتا ہے یہ ہر بن مو
سنتا ہوں میں از ہر سو لیس سواك یا منھو
لا الہ الا اللّٰہ امنا برسول اللّٰہ

نت نئے جلوے ہیں ہر آں کل یوم ھو فی شأن
خود ہی درد وخود درماں خود ہی دست وخود داماں
لا الہ الا اللّٰہ امنا برسول اللّٰہ

حضور مفتی اعظم کی شاعری میں قرآنی تلمیحات کی کثرت ہے، نعت ہو یا حمد آپ نے برجستہ، برمحل قرآنی آیات کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔ اور اس خوبصورتی سے کیا ہے کہ بحر کی روانی میں ذرہ برابر بھی فرق محسوس نہیں ہوتا یہ چند بند دیکھیں جن میں سورہ اخلاص اور سورۂ ناس وفلق کی تفسیر وتوضیح صاف نمایاں ہے:

لیس کمثلہ شیء لیس لہ کفواً احد
اس سے بن ہے وہ نہیں بن ابصر اسمع دیکھ اور سن
اللّٰہ الہ ورب واحد فرد و واحد وتر و صمد
جس کا والد ہے نہ ولد ذات وصفات میں بے حد وعد
ایک حقیقی ہے وہ احد ایک نہیں وہ جو ہے عدد
پاک ہے وہ از صورتِ حد کیف یصور کیف یحد
حق ھو حق ھو حق ھو حق رب ناس ورب فلق

غیر نہیں تیرا مطلق بھولوں گا میں نہ یہ سبق
لا الہ الا اللّٰہ امنا برسول اللّٰہ

حمد میں اسماءِ باری تعالیٰ کو اس سے پہلے بھی شعرا نے منظوم کیا ہے مگر حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی حمد میں جس خوبصورتی اور روانی کے ساتھ اسے منظوم کیا ہے کہ اس میں موسیقیت وغنائیت پیدا ہوگئی ہے۔ نمونہ کے طور پر یہ بند دیکھیں جس میں صنعت تنسیق صفات یعنی صفاتی الفاظ اور صفاتی مفہوم دینے والی اضافی ترکیب کا اس طرح بیان ہوا ہے کہ وجدان جھوم اٹھتا ہے۔ نیز دامن ودائرے کا تسلسل بھی اس طرح قائم کیا گیا ہے کہ۔ شاعر کی قادر الکلامی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اس ایک بند میں پانچ دامن (ع ع ع ع ع) اور پانچ دائرے (ق ی ی ی ل) کی یکجائی ملاحظہ کریں:

منعم حق وسمیع وبصیر باقی باری بر وخبیر
جامع مانع ضار و کبیر رافع نافع حی و قدیر
لا الہ الا اللّٰہ امنا برسول اللّٰہ

اور اب بغیر کسی تبصرے کے چند وہ اشعار ملاحظہ کریں جن میں بڑے فن کارانہ اور عارفانہ انداز میں اسماءِ باری تعالیٰ کو منظوم کیا گیا ہے اور اس کے پڑھنے سے وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو موحدانہ اوراد وظائف کا خاصہ ہے۔

والی ولی متعالی حکیم وھاب و رزاق علیم
مالك یوم دن و جحیم مالك ملك خلد نعیم
تواب و مغنی ھادی مقسط محیی ممیت غنی
منتقم وقیوم وقوی مقتدر و واسع محی
مبدی جلیل و حفیظ و مجید معطی و کیل و سلام و معید
وہ ہے لطیف و ودود وحید اور شہید و حمید و رشید
قابض و باعثِ خلق ہے خافض وارث رازق ہے
جو ہے اس کا عاشق ہے غیر ناطق ناطق ہے
لا الہ الا اللّٰہ امنا برسول اللّٰہ

حضور مفتی اعظم ہند کی شعری زبان نہایت پاکیزہ وشستہ اور کوثر وسلسبیل میں ڈھلی ہوئی ہے۔ جس میں سادگی بھی ہے اور رنگینیت بھی۔ پڑھنے اور سننے والا ان کے کلام کے زیرو بم میں ایسا کھو جاتا ہے کہ اسے اس کے عوارف ومعانی اپنے دل کے غار حرا میں اترتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں خدا کی ذات وصفات کو کس پیرایہ میں بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں اور یہ بھی دیکھیں صنعت سوال سے وہ کس طرح استفادہ کا پہلو نکالتے ہیں۔ اور ان کے اس اسلوب سے کس طرح ذہن کو تحریک ملتی ہے۔

اللہ واحد یکتا ہے یک خدا بس تنہا ہے
کوئی نہ اس کا ہمتا ہے ایک ہی سب کی سنتا ہے
ایک نہ ہوتا گر اللہ کیسے رہتے ارض وسماء
ہوتا نہ اک محتاج اک کا کس لئے وہ اس سے ملتا

لا الٰہ الا اللہ امنا برسول اللہ

خدائے تعالیٰ منزہ عن العیوب ہے کسی بھی چھوٹے بڑے معائب سے اس کا کوئی علاقہ نہیں مگر اس کے باوجود بعض گمراہ فرقہ والوں نے خدائے تعالیٰ کو کذب سے ملوث اور عدم کذب کو نقص فی القدرت گردانا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس موضوع پر نہایت ہی مدلل رسالہ ''سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح'' لکھ کر اس مسئلہ کی پوری وضاحت کردی ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اس مفہوم کو اپنی اس حمد میں بڑے صاف سلیس اور فن کارانہ انداز میں بیان فرمایا ہے نمونے کے لئے یہ چند بند ملاحظہ کریں جن میں اصل موضوع کے علاوہ تنسیق صفات ذم اور تجنیس مطرف کی صنعتیں بھی موجود ہیں اور زبان اتنی صاف وشیریں اور آسان ہے کہ اس کی نثر نہیں بنائی جاسکتی، یہ زبان پہ قدرت کی نمایاں علامت ہے:

جہل وظلم وکذب وزنا خواری میخواری سرقہ
اس سے یہ ممکن؟ جس نے کہا لاریب اس نے کفر بکا
روشن ہے یہ جیسے دن اس کا تلوث ناممکن
واقع کہتا ہے موہن اور پھر بنتا ہے مومن
صدق رب جب واجب ہے کذب محال اے خائب ہے
جمع دو ضد کب جائز ہے عقل کہاں تیری غائب ہے

لا الٰہ الا اللہ امنا برسول اللہ

سہل ممتنع کے اشعار کہنا شاعر کی قادر الکلامی، فن پہ کلی گرفت اور زبان وبیان پر قدرت کی علامت سمجھی جاتی ہے ہر بڑے شاعر کی پہچان اسی امر سے ہوتی ہے کہ وہ اپنے خیالات وجذبات کو کس پیرایہ میں بیان کرتا ہے اور کس تنوع میں بیان کرسکتا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے اس حمد میں خدا کی ذات وصفات کے اظہار اور اپنے جذبات کی تعبیر کس تنوع اور فن کاری سے کام لیا ہے وہ قارئین نے ملاحظہ کیا۔ اب سہل ممتنع کے بھی چند اشعار دیکھیں جو اپنی مثال آپ ہیں اس رنگ کا ایک بند حضور حجۃ الاسلام کے یہاں بھی موجود ہے:

روح میں تو ہے دل میں تو میری آب وگل میں تو
اصل میں تو ھے ظل میں تو حق حق حق ھو ھو ھو

لا الٰہ الا ھو یامن لیس الا ھو

اور اسی بند کی تحریک پر حضور مفتی اعظم ہند نے اس انداز کے نو بند کہے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ حضور حجۃ الاسلام کے یہاں اس رنگ کا صرف ایک بند ہے مگر حضور مفتی اعظم ہند نے اس رنگ میں نو بند کہہ کر اور حمد نگاری کی فضا کو باغ وبہار بنادیا ہے چند بند ملاحظہ کریں جس میں تجنیس مطرف زائد، تجنیس صوت اور صنعت تضاد بھی موجود ہے۔

آنکھوں میں وہ ہے سر میں وہ دل میں وہ ہے جگر میں وہ
سمع میں وہ ہے بصر میں وہ طبع میں وہ ہے فکر میں وہ
نور میں وہ ہے نظر میں وہ شمس میں وہ ہے قمر میں وہ
ابر میں وہ ہے گہر میں وہ کوہ میں وہ ہے حجر میں وہ
پروانہ میں وہ ہے پر میں وہ شمع میں وہ ہے شرر میں وہ
داؤ دوا اثر میں وہ نفع میں وہ ہے ضرر میں وہ

تخم میں وہ ہے شجر میں وہ شاخ میں وہ ہے ثمر میں وہ
ماہ میں وہ ہے مدر میں وہ بحر میں وہ ہے بر میں وہ
لا الٰہ الا اللہ امنا برسول اللہ

اب نمونے کے ایسے دو اشعار ملاحظہ کریں جن میں صنعت تحت نقاط بہ سہ اصوات کو استعمال کیا گیا ہے۔ پہلے شعر کی صنعت تحت نقاط میں موحدہ و مثنیٰ نقاط والے حروف یعنی ب/ ج/ ے استعمال ہوئے ہیں اور دوسرے شعر میں صنعت تحت نقاط کے ساتھ صنعت وصل الشفتین بھی استعمال ہوئی ہے۔ جس کے ہر اسم کے اظہار میں دونوں ہونٹ آپس میں ملتے ہیں جیسے ماہ، مدر، بحر، بر۔

ابر میں وہ ہے گہر مین وہ کوہ میں وہ ہے حجر میں وہ
ماہ میں وہ ہے مدر میں وہ بحر میں وہ ہے بر میں وہ
لا الٰہ الا اللہ امنا برسول اللہ

اسی رنگ اور اسی روانی میں یہ بند بھی ملاحظہ کرلیں جس میں صنعت تضاد بھی ہے اور صنعت ترجمہ بھی۔ آخری شعر میں این و آن دیگر کا ترجمہ اس میں اس میں ہر میں کر کے صنعت ترجمہ والی شاعری کو اس مقام پر پہونچا دیا ہے۔ جہاں شاعری اپنے اسلوب میں جمال وحی بن جاتی ہے اور شاعر تلمیذ الرحمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

سوز میں وہ ہے ساز میں وہ ناز میں وہ انداز میں وہ
حسن بت طناز میں وہ عشق کے راز و نیاز میں وہ
تو میں وہ ہے من میں وہ جان میں وہ ہے تن میں وہ
آبادی میں وہ بن میں وہ سر میں وہ ہے عین میں وہ
قرب وبقا ووصل میں وہ بُعد وفراق وفصل میں وہ
فرض میں وہ ہے نفل میں وہ اصل میں وہ ہے نقل میں وہ
فتح وضم و جر میں وہ پیش وزیر وزبر میں وہ
این وآن ودیگر میں وہ اس میں اس میں ہر میں وہ
لا الٰہ الا اللہ امنا برسول اللہ

حضور مفتی اعظم ہند کی شاعری میں علم وفن کی جلوہ گری کے ساتھ عشق وعرفان کی جو سرمستی ہے وہ اردو شاعری میں خال خال ہی کہیں نظر آتی ہے ان کی شاعری کا علمی فنی اور لسانی تجزیہ کرنا ہمارے جیسے کم علم کا کام نہیں ہم نے دو چند جملے لکھ کر صرف یہ تاثر دیا ہے کہ ارباب علم وادب اور شعر وسخن کے پارکھ کے لئے ان کی شاعری میں بہت کچھ ہے انہیں اس طرف مائل ہونا چاہیے تاکہ اردو شاعری نئی دریافت سے آشنا ہو اور اس کا وقار واعتبار بلند سے بلند تر ہو۔

☆☆☆☆☆

جیسے دل مچل رہے ہوں---- جیسے آنکھیں برس رہی ہوں---- جیسے سینے پھک رہے ہوں--- جیسے چشمے ابل رہے ہوں---- جیسے پھوارے چل رہے ہوں---- جیسے گھٹائیں چھا رہی ہوں----- جیسے مینہ برس رہا ہو------- جیسے پھوار پڑ رہی ہو------- جیسے جھرنے چل رہے ہوں'' یہ تاثرات اگر چہ کلام رضا کے لئے کہے ہیں مگر سوز وساز، ناز وانداز اور حقائق ومعارف کے اعتبار سے کلام نوری کلام رضا کا آئینہ ہے اس لئے ان کے یہ تاثرات کلام مفتی اعظم ہند پر بھی منطبق ہیں۔

کلام مفتی اعظم ہند پر بہت سارے مقالات ومضامین لکھے گئے اور لکھے جاتے رہیں گے مگر

جمالِ یار کی رعنائیاں ادا نہ ہوئیں
ہزار کام لیا میں نے خوش بیانی سے

کہہ کر اپنی کم علمی، بے بضاعتی اور فنی ناپختگی کا اظہار کرتے رہیں گے حقیقت یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کو فقہ کے ساتھ ساتھ ادب پر بھی مکمل گرفت حاصل ہے۔ نثر ہو نظم دونوں اسلوب پر آپ کو قدرت تامہ حاصل تھی آپ کی تصانیف اور فتاوے اس کی شہادت کے لئے موجود ہیں۔ آپ کی یہ حمد پوری اردو شاعری میں منفرد اور یگانہ ہے اب تک اس پایہ کی دوسری حمد نہیں کہی گئی۔

☆☆☆☆

کالعدم تنظیموں نے نئے ناموں سے اشتعال انگیز چاکنگ کی، تراب الحق

تمام لاانفورسمنٹ ایجنسیوں کو آگاہ کر دیا تھا، دہشت گردی ہمارے جذبہ عشق مصطفیٰ کا امتحان ہے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جماعت اہلسنت پاکستان کراچی کے امیر علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے کہا ہے کہ ہم شہدائے میلاد النبیؐ کے لہو کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ 29 اپریل 2006 کو فیصل آباد میں آل پاکستان سنی کانفرنس ہر صورت میں ہوگی۔ اس کے انعقاد میں کوئی رکاوٹ برداشت نہیں کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے جماعت اہلسنت پاکستان کراچی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خطاب میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ تین ماہ سے کالعدم تنظیموں نے نئے ناموں سے اشتعال انگیز فرقہ واریت پر مبنی چاکنگ کی تھی جس کے بارے میں حکومت سندھ سمیت تمام لاانفورسمنٹ ایجنسیوں کو آگاہ کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی ہمارے جذبہ عشق مصطفیٰ کا امتحان ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اہل سنت و جماعت کے تمام دشمنوں کو سانحہ نشتر پارک کی تفتیش میں شامل کیا جائے جو مساجد اہلسنت پر قبضے کرنے، مزارات اولیا پر بم دھماکے کرنے، علمائے اہلسنت کو شہید کرنے اور جہاد کے نام پر ملکی وحدت و سالمیت کو نقصان پہنچانے میں ملوث ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ محافل میلاد النبیؐ گھر گھر پہلے سے زیادہ ہونگی اور دہشت گردی، بم دھماکے ہمارے عقیدے، نظریہ عشق مصطفیٰ کے جذبوں کو ختم نہیں کر

باقی صفحہ 14 نمبر 10

بقیہ تراب الحق 10

دہشت گردی ہمارے جذبہ عشق مصطفیٰ کا امتحان ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اہل سنت و جماعت کے تمام دشمنوں کو سانحہ نشتر پارک کی تفتیش میں شامل کیا جائے جو مساجد اہلسنت پر قبضے کرنے، مزارات اولیا پر بم دھماکے کرنے، علمائے اہلسنت کو شہید کرنے اور جہاد کے نام پر ملکی وحدت و سالمیت کو نقصان پہنچانے میں ملوث ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ محافل میلاد النبیؐ گھر گھر پہلے سے زیادہ ہونگی اور دہشت گردی، بم دھماکے ہمارے عقیدے، نظریہ عشق مصطفیٰ کے جذبوں کو ختم نہیں کر سکتے۔ اجلاس میں 12 ربیع الاول کو عید میلاد النبیؐ کے جلسے میں ہونے والی دہشت گردی اور تنظیمی امور، آئندہ کے لائحہ عمل پر تفصیلی غور و خوض کیا گیا اور طے کیا گیا کہ کراچی کے تمام ٹاؤنز میں شہدائے میلاد کانفرنس اور احتجاجی جلسے، جلوس منعقد ہونگے۔ اجلاس میں شہدائے نشتر پارک کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی گئی اور زخمیوں کی جلد صحتیابی کیلئے خصوصی دعا کی گئی۔ اجلاس میں محمد حسین لاکھانی، علامہ ابرار احمد رحمانی، علامہ خلیل الرحمان چشتی، علامہ رئیس قادری، علامہ کامران قادری، مولانا الطاف قادری، محمد احمد صدیقی، محمد جاوید قادری، مولانا سید محمود حسین شاہ، مولانا عابد وحید قادری، مولانا ناصری قادری، مولانا سید راشد علی قادری، عبید الرحمان اعوان، محمد فیصل قادری کے علاوہ ٹاؤنز امراء و ناظمین و کارکنان نے شرکت کی۔ جماعت اہلسنت کی جاری کردہ فہرست کے مطابق سب سے زیادہ شہداء کی تعداد جماعت اہلسنت سے ہے۔ 53 شہداء میں سے 22 کا تعلق جماعت اہلسنت سے 05 کا تعلق سنی تحریک سے 02 کا تعلق مرکزی جمعیت علمائے پاکستان سے تھا جبکہ دارالعلوم نعیمیہ کے 3 تحریک عوام اہلسنت اور اے ٹی آئی کے ایک ایک رہنما بھی شہید ہوئے۔ 15 افراد کا تعلق مختلف علاقوں اور شعبوں سے تھا۔ علاوہ ازیں عالمی تنظیم اہلسنت، دارالعلوم امجدیہ، دارالعلوم انوار القادریہ اور نشرح فاؤنڈیشن کے ایک ایک کارکن کی بھی شہادتیں ہوئیں۔ شہدائے جماعت اہلسنت علامہ عبدالوحید بندیالوی، لیاقت آباد، واحد احمد، صاحبزادہ غلام مرتضیٰ مہروی گلستان جوہر، محمد انیس قادری گلشن اقبال، محمد رفیق قادری عثمان آباد، عبدالغفور قادری ریکسر لائن، عبدالحمید قادری محمود آباد، ابرار حسین کورنگی، حاجی فیصل کھارادر، شاہد لائنز ایریا، رحمت علی اورنگی ٹاؤن، قاری جہانگیر، حافظ محمد احمد قادری گلشن اقبال، حافظ محمد علی قادری گلشن اقبال، حافظ محمد شہزاد قادری گلشن اقبال، ہارون قادری نیو کراچی، پیر حسام الدین رحمانی پاشا لیاقت آباد، علامہ وزیر احمد چشتی، قاری یسٰین شیر شاہ، مولانا کاشف سرجانی ٹاؤن، محمد ہاشم، محمد آصف لیاقت آباد، محمد فیاض اورنگی ٹاؤن۔ تحریک عوام اہلسنت حاجی حنیف بلو کھارادر، انجمن طلبائے اسلام پیر محمد پیرل، سیکریٹری جنرل ATI بلوچستان، سنی تحریک محمد عباس قادری، محمد افتخار بھٹی، محمد اکرم قادری، ڈاکٹر عبدالقدیر عباسی، موسیٰ قادری، اورنگی مرکزی جمعیت علمائے پاکستان حافظ محمد تقی، سید فرید الحسنین کاظمی، عالمی [illegible] احمد قادری، دارالعلوم انوار القادریہ علامہ مولانا نور عالم بلوچ، نشرح فاؤنڈیشن علامہ مولانا حسین احمد نعیمی، مانسہرہ، طالب علم دارالعلوم نعیمیہ، علامہ مولانا شاہد محمود، نوشہرو فیروز، حافظ اختر نواز، مانسہرہ، مولانا سید کاشف علی اشرفی، سرجانی، مولانا رضوان، ذاکر حسین، محمد عمران، نفیس الرحمان، غلام علی، ڈاکٹر حسن، شاہد قریشی، گل زریں، انور حسین، محمد شکیل، مبین احمد، رمیز، اسد علی، محمد ہاشم، سجاد جبکہ زخمی ہونے والوں میں علامہ خلیل الرحمٰن چشتی، (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت کراچی) علامہ سید عبدالوہاب قادری (نائب ناظم جماعت اہلسنت کراچی) قاری مصلح الدین ہاشمی (نائب ناظم جماعت اہلسنت پاکستان) مولانا محمد الطاف قادری (ناظم خدمت خلق جماعت اہلسنت کراچی) محمد زاہد اشتیاق قادری، ملیر (رکن رابطہ کمیٹی، جماعت اہلسنت کراچی) علامہ اکبر سعیدی (نائب ناظم صوبہ سندھ جماعت اہلسنت) عثمان قادری (ناظم آباد المصطفیٰ) عبدالعزیز موسیٰ کھارادر، جناح، ارسلان ملیر لیاقت نیشنل، محمد نوید، شاہ فیصل، لیاقت نیشنل، قاری قاسم قادری فقیر کالونی، بلدیہ، مولانا بشیر چشتی جمشید روڈ، حافظ شہزاد، فرحان احمد عطاری گارڈن، شفیع قادری اورنگی، محمد طارق شاہ فیصل، رمزی چاکیواڑہ، تعظیم حسین کورنگی، کاشف، جاوید، سلیم عطاری، طارق محبوب، شکیل، محمد سعید، ظفر، محمد آصف، بلال، سلطان، عبدالغفار، ظہور احمد، ذوالفقار، قاری اسحاق خلیلی، عدنان علی، فیضان قادری، محمد عنان ممتاز، محمد اکرم، ظفر حسین، عامر، محمد شاکر، مولانا ریاض الدین قادری، عامر حسین، فرحان، جمیل قادری، محمد ادریس برکاتی، قاری غلام یٰسین، محمد نعیم، نواب اکبر علی، محبوب احمد، سید نواب علی شاہ، ظہیر عباس، افضل حسین جماعت اہلسنت شامل ہیں۔

جامعہ ازہر کے عظیم عالم اور مفتی اعظم جمہوریہ مصر سماحۃ الشیخ حضرت علامہ ڈاکٹر علی جمعہ مدظلہ العالی کا عید میلاد النبی ﷺ کے جواز کا تازہ فتویٰ

مرسلہ: حافظ غلام انور صاحب۔ مصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمهورية مصر العربية
وزارة العدل
دار الإفتاء المصرية

﴿ فَسْـَٔلُوٓاْ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾ (النحل ٤٣)

(الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا محمد رسول الله وعلى آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين)

اطلعنا على الطلب المقدم من / حافظ غلام أنور – المقيد برقم ٩٤٣ لسنة ٢٠٠٦م المتضمن السؤال عن حكم الاحتفال بالمولد النبوي الشريف .

الجـــــــــــواب

المولد النبوي الشريف إطلالة للرحمة الإلهية بالنسبة للتاريخ البشري جميعه ؛ فلقد عبر القرآن الكريم عن وجود النبي صلى الله عليه وآله وسلم بأنه " رحمة للعالمين " ، وهذه الرحمة لـــم تكن محدودة ، بل تشمل تربية البشر وتزكيتهم وتعليمهم وهدايتهم نحو الصراط المستقيم وتقدمهم على صعيد حياتهم المادية والمعنوية . كما أنها لا تقتصر على أهل ذلك الـــزمان بل تمتد على امتداد التاريخ بأسره ﴿ وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُواْ بِهِمْ ﴾ (الجمعة ٣)

والاحتفال بذكرى مولد سيد الكونين وخاتم الأنبياء والمرسلين نبي الرحمة وغوث الأمة سيدنا محمد صلى الله عليه وآله وسلم من أفضل الأعمال وأعظم القربات ؛ لأنها تعبير عن الفرح والحب للنبي صلى الله عليه وآله وسلم ، ومحبة النبي صلى الله عليه وآله وسلم أصل من أصول الإيمان ، وقد صح عنه أنه صلى الله عليه وآله وسلم قـــال : « لا يُؤمنُ أحدُكُمْ حتّى أكونَ أحبَّ إليه منْ والده وولده والنّاس أجمعين ». رواه البخاري .

قال ابن رجب : " محبّة النبي صلى الله عليه وآله وسلم من أصول الإيمان ، وهي مقارنة لمحبة الله عز وجل ، وقد قرنها الله بها ، وتوعد من قدّم عليهما محبّة شيء من الأمـــور المحبّبة طبعا من الأقارب والأموال والأوطان وغير ذلك ، فقال تعالى : ﴿ قُلْ إِن كَانَ ءَابَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَٰنُكُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَٰلٌ ٱقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَٰرَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَجِهَادٍ فِى سَبِيلِهِۦ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّىٰ يَأْتِىَ ٱللَّهُ بِأَمْرِهِۦ ﴾ (التوبة ٢٤) ، ولما قال عمرُ للنبي صلى الله عليه وآله وسلم : يا رسول الله ، لأنت أحبُّ إليّ من كـــلّ شيْء إلاّ منْ نفْسي ، قال النبيُّ صلى الله عليه وآلـــه وسلم : « لا والذي نفسي بيده ، حتّى أكون أحبّ إليْك منْ نفْسك ». فقال لـــهُ عُمرُ : فإنّهُ الآن والله لأنْتَ أحبُّ إليّ منْ نفْسي ، فقال النبيُّ صلى الله عليه وآلـــه وسلم : « الآن يا عُمرُ ». رواه البخاري " ا هـــ

Web Site : http://www.dar-alifta.org , .com , .net
Email : fatawa@dar-alifta.org

وإذا كان الله تعالى يخفف عن أبي لهب – وهو من هو كُفرا وعنادًا ومحاربة لله ورسوله – بفرحه بمولد خير البشر بأن يجعله يشرب من نُقرة من كَفّه كل يوم اثنين في النار ؛ لأنه أعتق مولاته ثُويبة لما بشرته بميلاده الشريف صلى الله عليه وآله وسلم كما جاء في صحيح البخاري . فما بالكم بجزاء الرب لفرح المؤمنين بميلاده وسطوع نوره على الكون !

وقد سن لنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بنفسه الشريفة جنس الشكر لله تعالى على ميلاده الشريف . فقد صح أنه كان يصوم يوم الاثنين ويقول : « ذلك يومٌ وُلدتُ فيه » رواه مسلم من حديث أبي قتادة رضي الله عنه . فهو شكر منه عليه الصلاة والسلام على منة الله تعالى عليه وعلى الأمة بذاته الشريفة . فالأولى بالأمة الائتساء به صلى الله عليه وآله وسلم بشكر الله تعالى على منته ومنحته المصطفوية بكل أنواع الشكر . ومنها الإطعام والمديح والاجتماع للذكر والصيام والقيام وغير ذلك . وكل ماعون ينضح بما فيه . وقد نقل الصالحي في ديوانه الحافل في السيرة النبوية " سبل الهدى والرشاد في هدْي خير العباد " عن بعض صالحي زمانه : انه رأى النبي صلى الله عليه وآله وسلم في منامه ، فشكى إليه أن بعض من ينتسب إلى العلم يقول ببدعية الاحتفال بالمولد الشريف . فقال له النبي صلى الله عليه وآله وسلم : " من فرح بنا فرحنا به " .

والله سبحانه وتعالى أعلم

أ . د / علي جمعة
مفتي جمهورية مصر العربية
٣ / ٤ / ٢٠٠٦م

Web Site : http://www.dar-alifta.org , .com , .net
Email : fatawa@dar-alifta.org

اپنے دیس۔۔۔۔بنگلہ دیس میں

فروغِ رضویات کا سفر
۲۴/ویں قسط

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ڈھاکہ سے باہر دریائے برھما کے پل پر چڑھائی سے پہلے، متعدد چھوٹے چھوٹے دریا، ندیاں ملیں، سڑک کچھ ٹوٹی پھوٹی تھی ہی پھر رہی سہی کسر شدید بارش نے نکال دی، اب جس راستے پر ہم چل رہے تھے نسبتاً بہتر اور چوڑی سڑک تھی۔ لیکن بوگرہ شہر کے پاس سے سڑک زیادہ اچھی ہوگئی۔ رات کا وقت اور سخت بارش ڈرائیور کا اسکرین وائپر مستقل چل رہا تھا اسکے باوجود راستہ مشکل سے سجھائی دے رہا تھا، لیکن آنے جانے والی بسیں اور ٹرک بہت تیز رفتاری سے آجا رہے تھے۔ خود ہماری بس کا ڈرائیور نہایت تیز رفتاری سے چلا رہا تھا۔ کبھی کبھی ڈر لگتا تھا کہ کہیں آنے والے ٹرک یا بس سے ٹکر نہ ہو جائے۔ لیکن یہ بس اور ٹرک ڈرائیور ایسے راستوں پر تیز رفتاری سے چلانے اور چابکدستی سے راستہ کاٹ کر نکال لے جانے کے عادی ہوتے ہیں۔ متعدد جگہوں پر خاص طور پر جب بس شہر کے یا کسی قصبہ یا گاؤں کے اندر سے گذر رہی ہو، سڑک تنگ ہو جاتی تھی اور ٹریفک کے اژدھام یا سڑکوں کی مرمت یا ان کے ٹوٹے پھوٹے ہونے کی بنا پر بس سست رفتاری سے چلنے لگتی تھی۔ راستے میں شمالی بنگلہ دیش کے مختلف ان شہروں سے گذرے جہاں فقیر کبھی ماضی میں ۴۰/۴۵ سال قبل جا چکا تھا، مثلاً، جے پور ہاٹ، منیر ہالٹ بالٹ، سید پور، رنگپور، ہلّی وغیرہ ظاہر ہے اب کافی تبدیلیاں ہو چکی تھیں، لیکن آثار سے پہچان لیتا تھا کہ ''یہ تو وہی جگہ ہے گذرے تھے ہم جہاں سے۔''

جب ہماری بس دیناجپور شہر میں داخل ہوئی صبح کی اذان ہو رہی تھی، بارش تھم چکی تھی۔ علامہ بخاری صاحب نے بس کنڈکٹر سے فرمایا کہ نیو ٹاؤن کے اڈے پر اتار دینا۔ بخاری صاحب نے بتایا کہ اس کے قریب ہی ان کا اسلامک سینٹر ہے اور یہاں سے سائیکل رکشہ سے ان کا گھر دس منٹ کے راستہ پر ہے۔ ہم لوگ دو رکشوں پر بیٹھے۔ ابھی بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ بارش پھر شروع ہوگی شروع میں ہلکی تھی۔ گھر پہنچتے پہنچتے تیز ہوگئی۔ رکشہ والا ڈاکٹر بخاری صاحب کا جاننے والا تھا ویسے بھی ماشاء اللہ دیناجپور کا ہر خورد وکلاں ڈاکٹر صاحب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اس کی وجہ ایک تو ڈاکٹر صاحب کے اسلامک سنٹر کی کارکردگی ہے، دوسرے یہ کہ ڈاکٹر صاحب پورے دیناجپور ڈسٹرکٹ کی واحد شخصیت ہیں جو گذشتہ تقریباً ۶ سال سے عید میلاد النبی ﷺ کا عظیم الشان جلوس نکالتے ہیں اور اسلامک سنٹر میں نہایت بڑے پیمانے پر پہلی سے بارہ ربیع الاول شریف تک جشن عید میلاد النبی ﷺ اہتمام سے مناتے ہیں۔ مردوں کے علاوہ عورتوں کا بھی جلسۂ میلاد ہوتا ہے اور بنگلا دیش میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر سب سے بڑا اجتماع اسلامک سینٹر ہی میں ہوتا ہے۔ جسمیں پورے ضلع سے تقریباً ۲۵/۳۰ ہزار خواتین شریک ہوتی ہیں۔

سائیکل رکشہ ڈرائیور جو نہایت دبلا پتلا انسان تھا، اپنی پوری کوشش کر رہا تھا کہ ہم لوگوں کو جلد از جلد گھر پہنچا دے۔ فقیر کو اس پر ترس بھی آرہا تھا۔ لیکن دیناجپور میں سائیکل رکشہ کے علاوہ کوئی اور سواری ٹیکسی، موٹر رکشہ وغیرہ نہیں ملتی ہے اسلئے یہ سواری مجبوری ہے۔ البتہ جن لوگوں کے پاس اپنی کاریں ہیں وہ ہی اس کی سواری سے محفوظ رہ سکتے ہیں لیکن دیکھا یہ گیا ہے (جیسا کہ فقیر کو بتایا گیا) کہ صاحب کار گھروں کے افراد بھی قریبی راستوں کے لئے یہی سواری استعمال کرتے ہیں۔ اسکول کے بچے بھی سائیکل رکشہ پر اسکول جاتے ہیں اور ایک ایک رکشہ پر آٹھ آٹھ بچے سوار ہوتے ہیں، حتیٰ کہ سامان کے نقل وحمل کے لئے شہر کے اندر اور اردگرد کے شہر اور دیہات تک کے لئے سائیکل رکشہ وین استعمال ہوتے ہیں۔

علامہ بخاری صاحب کے دولتکدے پر پہنچ کر سامان رکھنے کے بعد سب سے پہلے فقیر نے وضو کرکے نماز فجر ادا کی۔ اس مکان میں علامہ بخاری صاحب اپنی والدہ محترمہ اور بڑے بھائیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کے ایک بڑے بھائی علیحدہ رہتے ہیں، ڈاکٹر ارشاد بخاری صاحب فقیر کو کمرے میں بٹھا کر اپنی والدہ ماجدہ کو سلام کرنے کے لئے اندر تشریف لے گئے۔ ان کے بھائیوں نے فقیر کا استقبال کیا۔ فقیر جب نماز سے فارغ ہوا تو ان کے برادران سے غسل کی خواہش کا اظہار کیا۔ بخاری صاحب کے یہ مکان ان کے والد ماجد مولانا حافظ سید شمس الھدیٰ (شہید) علیہ الرحمۃ کی یادگار ہے جو آج (۲۰۰۳ء) سے تقریباً پچاس سال قبل بنایا گیا تھا اسلئے پرانے طرز کا انداز ہے۔ باہر کے ایک کمرہ اور اندر کے ایک اور کمرے کے درمیان غسل خانہ مشترک تھا۔ اسلئے پہلے اندر کمرے سے آنے کا دروازہ بند کیا گیا پھر راقم کو غسل خانہ تک لے جایا گیا۔ نہادھوکر باہر آیا پھر لباس تبدیل کیا۔ اتنے میں سورج نکل چکا تھا، علامہ بخاری راقم کی نشتگاہ میں واپس آچکے تھے اور یہ طے ہوا کہ پہلے ناشتہ کرلیا جائے پھر فقیر ایک نیند لے لے تاکہ سفر کی تکان نکلے۔ اور یہ بھی طے ہوا کہ گیارہ بجے تک ان کے بھتیجے علیم صاحب (منیجر اسلامک سینٹر) راقم کو ساتھ لیکر اسلامک سینٹر معائنہ کرائیں گے اور علامہ بخاری صاحب پہلے ہی وہاں استقبال کے لئے موجود ہوں گے۔

دس بجے دن کے قریب بیدار کیا گیا۔ علیم صاحب نے کہا کہ حضرت نہادھو کر تیار ہوجائیں ناشتہ فرمالیں پھر اسلامک ریسرچ سنٹر معائنہ کے لئے تشریف لے چلیں وہاں مولانا ڈاکٹر سید ارشاد بخاری صاحب اپنی پوری کیبنٹ کے ساتھ آپ کے استقبال کے لئے چشم براہ ہیں۔ راقم نے غسل ولباس کی تبدیلی کے بعد پھر ایک پرتکلف ناشتہ کیا۔ محمد علیم صاحب کی رہنمائی میں سائیکل رکشہ پر سوار ہوکر اسلامک ریسرچ سنٹر پہنچے۔ یہاں مین گیٹ پر علامہ بخاری اور ان کی مجلس عاملہ کے احباب اور ان کے دیگر خاص دوستوں نے فقیر کا استقبال نعرہ ہائے تکبیر ورسالت اور تحسین سے کیا اور اس کے ایڈمنسٹریٹو بلاک (دفتر انتظامیہ) تک لے جایا گیا جہاں نشست کا انتظام تھا۔ قبل اس کے کہ فقیر اسلامک ریسرچ سینٹر کے متعلق کچھ عرض کرے مناسب جانتا ہے کہ اس کے بانی فاضل نوجوان علامہ مولانا ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری حفظہ الباری کا مختصر تعارف بیان کیا جائے۔ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری ابن سید حافظ شمس الھدیٰ (شہید) ابن مولانا حافظ سید عبدالمجید کا سلسلۂ نسب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی علیہ الرحمۃ والرضوان سے جاملتا ہے۔ آپ کے دادا مولانا حافظ سید عبدالمجید تقسیم ھند کے بعد ۱۹۴۷ء میں (رانی گنج) مغربی بنگال سے ہجرت کر کے دیناجپور مشرقی پاکستان آئے۔ اس سے قبل آپ کے دادا مولانا حافظ سید عبدالمجید ابن مولانا سید ممتاز رسول کے دادا مولانا سید تفضل حسین شیورہ دربھنگہ (بہار، انڈیا) سے ہجرت کرکے مغربی بنگال میں رانی گنج شہر میں آکر آباد ہوگئے تھے۔ ان کے والد سید مخدوم شاہ علیہ الرحمۃ تبلیغ دین کے لئے دھلی سے شیورہ ''ضلع دربھنگہ'' بہار آئے اور وہاں کے ہندو راجہ کو دعوت اسلام دی، پھر ساری زندگی اسی تبلیغ دین میں گذار دی اور ہزاروں ہندوؤں کو مسلمان کیا اور آخر کار اسی شہر شیورہ کو اپنا مسکن بنالیا، یہیں انتقال فرمایا۔ آج بھی سید مخدوم صاحب کا مزار یہاں مرجع خلائق، عوام وضواص ہے۔

جب مشرقی پاکستان ۱۹۷۱ء کے المیہ میں علیحدہ ہوا ہے تو آپ کی عمر بمشکل ایک سال تھی۔ ۱۹۷۱ء کے ملکی باہمی کے ہنگاموں اور قتل وغارت گری کے دوران آپ کے والدِ ماجد آپ کے چچا اور دو بڑے بھائی شہید ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ حفظہا اللہ واطال اللہ عمرھا بڑی باہمت اور صالحہ خاتون ہیں۔ باوجود شوہر اور دو بیٹوں کی شہادت، جائداد اور کاروبار کی تباہی و بربادی کے آپ نے ہمت نہ ہاری اور اسی شہر میں جھونپڑے میں رہ کر اپنی باقی ماندہ اولاد جن میں تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں شامل تھیں، محنت مزدوری کرکے پالا پوسا، تربیت کی اور تعلیم دلوائی۔ حالات نے پلٹا کھایا، اللہ تبارک نے فضل فرمایا، ان کی قبضہ شدہ جائیداد واگذار ہوئی، بچا کچھا کاروبار

دوبارہ شروع ہوا اور علامہ بخاری صاحب کے موجودہ بڑے بھائی نے والدہ ماجدہ کا ہاتھ بٹانے کے لئے شہید والد کے کاروبار چاول کی آڑھت کو دوبارہ شروع کیا۔ اس طرح سے الحمدللہ اس خاندان کے معاشی حالات سنبھلے اور سدھرے۔ والدہ ماجدہ نے ہونہار اور ذہین ارشاد احمد کی اچھی پرورش کی، اسکول میں داخل کرایا۔ دیناجپور ہائی اسکول میں آٹھویں جماعت تک پڑھا۔ پھر آپ کی والدہ نے راجشاہی کے ایک صاحبِ کشف بزرگ، صوفی، عالم حضرت شاہ محمد مختار بخشی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تعلیم و تربیت کے لئے پیش کیا۔ آپ خود بھی اور آپ کے مرحوم شہید شوہر حافظ شمس الھدیٰ صاحب بھی حضرت بخشی صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ یہ خاندان بھی مغربی بنگال سے ہجرت کر کے راجشاہی (مشرقی پاکستان) میں آباد ہو گیا تھا۔ بخشی صاحب علیہ الرحمۃ تیغی سلسلہ کے بزرگ ہیں۔ آپ نے راجشاہی کے مضافات بردین گرام میں ایک بہت بڑے رقبہ پر ایک مدرسۂ اسلامیہ قائم کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن چند کمروں کی تعمیر کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ اب یہ مدرسہ ''فرقانیہ'' مدرسہ کے نام سے قائم ہے لیکن اب توسیع ہو کر درسِ نظامی کی بڑی کتابیں بھی یہاں پڑھائی جارہی ہیں۔ اسی مدرسہ کے قرب میں آپ کا عالیشان مزار مرجعِ خلائق ہے۔ آج کل آپ کے داماد اور بھتیجے ڈاکٹر عبدالقیوم مختاری صاحب مدظلہ العالی سجادہ و جانشین ہیں۔ ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری صاحب سال بھر کے قریب حضرت شاہ محمد بخشی علیہ الرحمۃ کی تربیت میں رہے۔ پھر انہوں نے ۱۹۷۹ء میں علامہ بخاری کی درخواست پر اعلیٰ تعلیم کے لئے بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے دارالعلوم منظرِ اسلام بھیج دیا۔ یہاں جناب ڈاکٹر بخاری صاحب نے جن جید علماءِ کرام سے تعلیم حاصل کی، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں الازھری
۲۔ علامہ مولانا نعیم اللہ خانصاحب، پرنسپل منظر الاسلام
۳۔ شیخ الحدیث علامہ مولانا عارف صاحب
۴۔ مولانا مفتی نسیم احمد بستوی صاحب
۵۔ جگر گوشۂ صدر الشریعہ مولانا مفتی امجد علی علیہ الرحمۃ حضرت علامہ مولانا بہاء المصطفیٰ قادری نوری صاحب
۶۔ امام منطق حضرت مولانا مناظر حسین بدایونی صاحب

منظرِ اسلام سے ۴ سال کے بعد فراغت حاصل کی، پھر جامعہ احمدیہ قنوج، فرخ آباد میں داخلہ لیا اور یہاں کے مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا محمد آفاق احمد مجددی صاحب سے چار سال کی مدت تک تعلیم حاصل کی اور دورِ حدیث یہیں سے مکمل کیا۔ جناب ارشاد بخاری صاحب یہاں سے فراغت کے بعد اپنی مزید علمی تشنگی بجھانے کے لئے کانپور تشریف لے گئے اور شیخ الحدیث علامہ رحمت اللہ الٰہ آبادی سے دو سال پڑھا۔ اس کے بعد جے پور، راجھستان میں ندوۃ العلماء کی ایک شاخ جامع الھدایت میں داخلہ لیا، وہاں جدید عربی، انگریزی، سائنس اور کمپیوٹر کی تعلیم کے لئے چار سالہ کورس مکمل کیا۔ یہیں دورِ طالب علمی میں ایک ندوی استاذ سے آپ کا عقائدِ اہلِ سنت پر کامیاب مناظرہ ہوا، جس میں اس کو شکست ہوئی۔ یہیں راجھستان میں قیام کے دوران جامعہ اردو علی گڑھ یونیورسٹی سے پہلے میٹرک، انٹرمیڈیٹ میں فراغت حاصل کی۔ پھر یہاں راجھستان سے دستار بندی کے بعد جامعہ علی گڑھ میں ہی سے ایم۔اے اسلامک اسٹڈیز میں داخلہ لیا اور ۱۹۹۳ء میں ایم۔اے کا امتحان پاس کیا۔ جدید عربی میں تخصص کے لئے کیرالا، جنوبی ہند کی مشہور شخصیت علامہ شیخ ابوبکر بن احمد ملیار شافعی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں چلنے والی درسگاہ (جامعہ) ''المرکز الثقافۃ السنیہ'' کیرالا میں داخلہ لیا اور یہاں سے ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۵ء تک تعلیم حاصل کی۔ یہاں سے فراغت کے بعد بیروت چلے گئے۔ وہاں ''جمعیۃ المشاریع الخیریۃ الاسلامیۃ'' کے تحت قائم ریسرچ انسٹیٹیوٹ ''بیت الشیخ'' میں عقائد پر تحقیق کے لئے بطورِ ریسرچ اسکالر داخلہ لیا۔ یہاں آپ نے جامعہ ازھر شریف کے استاذ، شیخ نوح ابراہیم المصباح کی نگرانی میں ''العقائد الصحیحۃ بالغۃ العربیۃ الجدیدۃ'' کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ

لکھا جس پر ڈاکٹریٹ کی سند ملی۔ بقول علامہ بخاری صاحب، المرکز الثقافیہ کیرالا اور جامعۃ ازھر شریف، قاہرہ، مصر سے معادلہ کے تحت یہاں تخصص جامعہ ازھر کے کسی استاذ کی نگرانی میں ہوتی ہے اور اس کی تکمیل پر ڈاکٹریٹ کی سند دی جاتی ہے جو جامعہ ازھر سے منظور شدہ ہوتی ہے چنانچہ بیروت میں لکھی گئی ان کی اس تھیسس پر المرکز الثقافہ کی طرف سے ڈاکٹر کی سند عطا کی گئی۔ ۱۹۹۷ء میں علامہ بخاری صاحب کیرالا، ہندوستان واپس آئے اور وہاں بعد حصولِ سند ڈاکٹریٹ کچھ ماہ قیام کے بعد اسی سال بنگلہ دیش واپس آگئے۔ ۱۹۹۷ء ہی میں دیناجپور میں غوثیہ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی، (اب یہ ادارہ اسلامک ریسرچ سینٹر کے تحت کام کر رہا ہے۔)

۲۱ر فروری ۲۰۰۰ء کو اسلامک ریسرچ سینٹر کا افتتاح ہوا۔ یہ مرکز دیناجپور کے مضافات میں قائم جدید بستی ''نیوٹاؤن'' میں ۶ ہزار مربع گز قطعۂ زمین پر قائم کیا گیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ قطعۂ زمین کی خریداری سے لے کر تا حال تعمیر شدہ عمارات کے تمام اخراجات جناب ڈاکٹر بخاری صاحب نے اپنی جیبِ خاص سے ادا کئے۔ اسی سال ۲۰۰۰ء میں ۲ر رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ میں بخاری صاحب نے **Women Islamic Mission** (خواتین اسلامک مشن) کی بنیاد رکھی۔ واضح ہو کہ ۲ر رمضان المبارک یومِ وصالِ خاتونِ جنت سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ اسی مناسبت سے ''ویمن مشن'' کی بنیاد رکھی گئی اور اس کے تحت ہر سال ۲ر رمضان المبارک کو یومِ وصالِ سیدتنا خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوش خروش سے منایا جاتا ہے۔ فقیر کو بتایا گیا کہ دیناجپور جیسے چھوٹے سے شہر میں اب تک تقریباً تیس ہزار خواتین اس کی ممبر بن چکی ہیں۔

علامہ بخاری سے اسلامک سینٹر میں فقیر کا تمام عہدیداران سے تعارف کرایا۔ اس کے بعد ایڈمنسٹریٹو بلاک، مرکزی دفتر، طلباء کے قیام کے لئے قائم کردہ دو منزلہ ہوسٹل، جو ابھی آٹھ کمروں پر مشتمل ہے اور امام ابوحنیفہ ہال کا معائنہ کرایا۔ یہ ہال بڑا وسیع و عریض ہے۔ اس میں بیک وقت تین ہزار سے زیادہ آدمیوں کے لئے کرسی نشست گاہ کا انتظام ہے۔ اس سے متصل لائبریری اور کمپیوٹر روم کی تعمیر ابھی جاری ہے۔ ۲ بجے کے قریب ہم لوگوں نے نمازِ ظہر سینٹر کے گیسٹ روم میں پڑھی۔ ڈھائی بجے کے قریب بخاری صاحب کے ساتھ ان کے گھر واپس آئے۔ بخاری صاحب کے بھانجے محترم محمد علیم صاحب فارغ التحصیل ہیں اور اچھی استعداد کے مالک ہیں، بخت محنتی اور نہایت ذمہ دار اور دیانت دار صالح نوجوان ہیں۔ دوسرے یہ کہ علامہ بخاری صاحب کے پرسنل سیکریٹری کے فرائض بھی بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔ وہ صحیح معنوں میں علامہ بخاری کے جانشین ہیں۔ اچھے اسٹیج سیکریٹری ہیں اور بہترین مقرر ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اللہ انہیں نظرِ بد سے بچائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

گھر آکر دوپہر کا کھانا کھایا۔ علامہ بخاری صاحب نے کہا تھوڑی دیر آرام کرلیں۔ بعد نمازِ عصر ہم قریبی شہر سید پور کے لئے روانہ ہوں گے۔ وہاں بعد نمازِ عشاء جلسۂ عید میلاد النبی ﷺ کا پروگرام ہے۔ احبابِ سید پور کو معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی تشریف لائے ہوئے ہیں تو وہ آپ کی زیارت اور آپ کا خطاب سننے کے مشتاق ہیں۔

ہم لوگ ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری صاحب کے برادرِ اکبر سید خوشنود عالم بخاری کی کار میں بعد نمازِ مغرب سید پور کے لئے روانہ ہوئے۔ اس کار میں فقیر، علامہ ارشاد بخاری، ان کے بھانجے محمد علیم صاحب کے علاوہ ڈاکٹر ارشاد صاحب کی ایک بہن جو سید پور میں مقیم ہیں اور اپنی والدہ ماجدہ سے ملاقات کے لئے دیناجپور آئی ہوئی تھیں، بھی سوار تھیں اور خوشنود عالم صاحب خود کار چلا رہے تھے۔

سید پور پہنچ کر ہم لوگ محلہ نیو منشی پاڑہ میں محمد شکیل احمد، تاجر کپڑا کے مکان پر اترے۔ یہاں ہمارے کھانے کا انتظام تھا۔ نمازِ عشاء علامہ بخاری کی قیادت میں یہیں ادا کی گئی۔ شہر کے بعض مخصوص حضرات جن میں مولانا مشتاق نوری مرید سیدی مرشدی مجدد ابن مجدد مفتیٔ اعظم حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری رضوی نوری قدس سرہٗ العزیز بھی تھے۔ اس کے علاوہ سید پور کے ایک فلاحی کلاب ''رنگ دھنو کرکٹ کلب'' کے عہدیداران بھی تھے۔ ''رنگ دھنو'' کے معنی قوس

وقزح کے ہیں۔آج کا جلسہ عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام اسی کلب کے اراکین کررہے تھے۔سید پور دیناجپور کے مقابلہ میں نسبتاً ایک بڑا شہر ہے۔دیناجپور شہر دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ایک مشرقی دیناجپور جو بنگلہ دیش کا حصہ اور دوسرا مغربی دیناجپور جو ہندوستان کے صوبے مغربی بنگال میں شامل ہے۔مسلم آبادی کے علاقوں کی یہ غیر منصفانہ تقسیم انگریزوں کی مسلم دشمنی اور ان کی استعماری چالبازیوں کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔سابق مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) کی مغربی، مشرقی، شمالی اور جنوبی سرحدوں پر آپ کو اس طرح کے متعدد شہر، گاؤں اور قصبات ملیں گے، بعض جگہوں پر مثلاً دیناجپور سے جنوب میں ایک شہر ہلّی ہے جس کا ریلوے اسٹیشن بنگلہ دیش میں ہے جبکہ پورا شہر ہندوستان میں شامل کیا گیا ہے۔سید پور تقسیمِ ہند سے پہلے بھی ریلوے کا ایک بہت بڑا مرکز رہا ہے۔آج کل یہ بنگلہ دیش ریلویز کا سب سے بڑا مرکز ہے۔یہاں ریلوے کا ایک بہت بڑا ورکشاپ ہے۔یہاں ۹۰ فیصد آبادی اردو بولنے والے (بہاریوں) کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ریلوے میں جتنے ہندو تھے وہ قیامِ پاکستان کے ساتھ مغربی بنگال ہجرت کرگئے اور یہاں ہندوستان سے ہجرت کرکے آنے والوں میں کثیر تعداد ان ریلوے ملازمین کی تھیں جنہوں نے ایسٹ بنگال ریلویز کی ملازمت کو ترجیحی بنیاد پر اختیار کیا تھا۔آج بھی سید پور ریلوے ورکشاپ اور ریلوے کے دیگر محکموں میں کثیر تعداد ان اردو بولنے والوں کی اولادوں کی ہے جن کے آباء واجداد ریلوے میں ملازم تھے۔

باوجود یہ کہ سید پور بنگلہ دیش کا غالباً واحد شہر ہے جہاں اردو بولنے والوں کو اکثریت حاصل ہے مگر وہاں اردو اسکول اور کالج کے نصاب میں داخل نہیں ہے البتہ جو مدارسِ دینیہ شہر میں قائم ہیں، وہاں اردو پڑھائی جاتی ہے۔بازاروں میں عام بول چال بھی اردو ہی ہے لیکن آپ کو کسی تنگ سی تنگ گلی کے کونے میں بھی کسی مکان، دوکان یا خوانچہ والے کے ٹھیلے پر ''اردو'' میں لکھا ہوا کوئی بورڈ نظر نہیں آئے گا۔فقیر نے سید پور کے ایک اردو داں صاحب سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اردو سائن بورڈ یہاں ممنوع ہیں۔بعض احباب نے بنگلہ دیش بننے کے کئی سال بعد جب حالات اچھے ہوگئے تھے، ایک آدھ چھوٹا بورڈ اردو میں لگایا تھا تو اسے توڑ دیا گیا اور انہیں متنبہ کیا گیا کہ اگر آئندہ کسی نے ایسی کوشش کی تو آگ اور خون سے گزرنا ہوگا لہٰذا لوگ ڈر گئے اور اب کوئی ایسی جرأت نہیں کرتا۔ذمہ دار لوگوں نے سمجھایا بجھایا کہ خود کو اور تمام اردو داں قوم کو خواہ مخواہ ہلاکت میں نہ ڈالو۔

جلسہ گاہ میں جب ہم پہونچے تو دیکھا کہ یہ اس علاقہ کی عین سڑک سے سے ہٹ کر ایک گلی میں تھی۔پوری گلی کو قناتوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔اسٹیج اور پوری گلی کو رنگ برنگے بجلی کے قمقموں اور جھلمل کرتی جھالروں سے سجایا گیا تھا۔جلسہ شروع ہوچکا تھا، تلاوتِ کلام پاک کے بعد نعت شریف سنائی جارہی تھی۔فقیر اور ڈاکٹر سید ارشاد بخاری صاحب کو نعروں کی گونج میں اسٹیج پر لے جایا گیا۔اسٹیج پر بیٹھنے کے بعد بھی بہت دیر تک پُر جوش حاضرین استقبالیہ نعرے مسلسل لگاتے رہے تا آں کہ ناظمِ جلسہ مولانا مشتاق نوری مدظلہ العالی نے لوگوں کو پُرسکون رہنے کی تلقین فرمائی۔قرأت ونعت سے جلسہ کی دوبارہ کارروائی شروع ہوئی۔سب سے پہلے مولانا مشتاق نوری مدظلہ العالی نے تقریر فرمائی۔ان کا تعلق وہاں کی دعوتِ اسلامی سے ہے اور آپ سید پور کے حلقہ کے امیر ہیں۔انہوں نے رواں اردو میں اچھی تقریر فرمائی، بعد میں انہوں نے نقابت کے فرائض انجام دیتے ہوئے علامہ ارشاد بخاری کو دعوتِ خطاب دی۔علامہ صاحب نے خطبۂ مسنونہ کے بعد سب سے پہلے حاضرین وسامعین سے فقیر کا اور ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا تعارف کروایا اور اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے راقم سے اپنی بے پناہ محبت کا بھرپور اظہار اور اس گنہگار کے تمام عیوب و معائب کی پردہ پوشی کرتے ہوئے راقم کی ناچیز خدمات کو مبالغہ آمیز پیرائے میں بیان کیا۔اللہ تعالیٰ موصوف کو ان کے اس حسنِ ظن کا اجر عطا فرمائے اور اس ہیچمدان عاصی کو ویسا ہی بنادے جیسا وہ گمان فرماتے ہیں۔آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

﴿جاری ہے﴾

دینی، تحقیقی و ملّی خبریں

ترتیب وپیشکش: عمّار ضیاء خاں

الازہر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے زیر اہتمام
بدایوں شریف میں تعلیمی وتر بیتی ورک شاپ کا کامیاب انعقاد

مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے الازہر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز بدایوں کے زیر اہتمام ۱۲ روزہ تعلیمی وتربیتی ورک شاپ ۱۸ جنوری کو بدایوں میں شروع ہوکر ۲۹ جنوری ونہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ جماعت اہل سنت میں یہ اپنی نوعیت کا بالکل منفرد اور پہلا قدم تھا۔ اس میں طلبہ نے ذوق وشوق سے حصہ لیا۔ ورک شاپ کے دوران مختلف علمی، فکری، تاریخی اور عصری موضوعات پر ۲۷ توسیعی خطبات ہوئے۔ مولانا اُسَیدُ الحق محمد عاصم قادری (ڈائرکٹر الازہر انسٹی ٹیوٹ) کے تفسیر، علم العقیدہ، عربی ادب وانشاء اور قرآن کی وجوہ اعجاز پر ۴ لیکچرز ہوئے، مولانا خوشتر نورانی صاحب نے صحافت، اردو ادب، اور کمپیوٹر کے موضوع پر ۳ لیکچرز دیے، مولانا سجاد عالم مصباحی (ریسرچ اسکالر جامعہ ملیہ اسلامیہ) کے تاریخ پر ۳ لیکچرز ہوئے، مفتی آل مصطفیٰ مصباحی (استاذ جامعہ امجد یہ گھوسی) نے جدید فقہی مسائل، اصول فقہ اور علم مناظرہ کو اپنے لیکچرز کا موضوع بنایا، مولانا نعمان اعظمی ازہری نے تدوین حدیث اور استشراق کے موضوع پر طلبہ سے خطاب کیا، ہندو مذہب پر مولانا محمد احمد نعیمی نے توسیعی خطبہ دیا، اس ورک شاپ کی ایک خصوصیت یہ بھی رہی کہ اس میں مولانا منظر الاسلام ازہری نے امریکہ سے ٹیلی فون پر براہ راست دو گھنٹہ اصول حدیث کے موضوع پر خطاب کیا، ان توسیعی خطبات کے علاوہ طلبہ کی تقریری اور فکری صلاحیتوں کو ابھارنے کے لئے مقابلۂ تقریر، مظاہرۂ حسن قرأت، مقابلۂ مضمون نویسی، مباحثہ اور مقابلۂ معلومات عامہ کا انعقاد کیا گیا، ان مقابلوں میں طلبہ کی حوصلہ افزائی کیلئے انعامات بھی رکھے گئے تھے، ان مقابلوں میں اول آنے والے کو ایک ہزار روپے نقد، دوم کو سات سو روپے نقد سوم کو پانچ سو روپے اور چوتھی پوزیشن حاصل کرنے والے کو ادارہ جام نور کی طرف سے ایک سال تک جام نور کی اعزازی ممبر شپ۔ تمام طلبہ کو انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے ایک ڈائری دی گئی تھی جس میں انہیں توسیعی خطابات کی تلخیص نوٹ کرنا تھی، آخر میں ان ڈائریوں کو چیک کیا گیا اور آٹھ اچھی ڈائریوں پر انعامات تقسیم کیے گئے۔

ایک نمبر آنے والی ڈائری پر ملٹی میڈیا ڈیجیٹل قرآن کریم، دوسرے نمبر کو ایک قیمتی موبائل فون، تیسرے نمبر کو ہاتھ کی گھڑی اور ۴ سے لے کر ۸ نمبر تک آنے والوں کو دو قلموں کا خوبصورت سیٹ انعام میں دیا گیا، ورک شاپ میں شرکت کرنے والے تمام طلبہ کو ایک اعزازی سند بھی دی گئی، جو طلبہ مختلف انعامات کے مستحق ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے سب سے اچھی ڈائری پر پہلا انعام جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی کے مولانا غلام نبی کو ملا، دوسرے نمبر پر مولانا شمشاد حسین، دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی، اور تیسرے نمبر پر دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے مولانا عبدالمصطفیٰ رہے، ان کے علاوہ اچھی ڈائری لکھنے پر مزید پانچ طلبہ کو ترغیبی انعام دیا گیا، جن میں محمد قیام الدین جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء، محمد آصف ملک جامعہ علیمیہ جمدا شاہی، محمد ظفر الدین برکاتی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، محمد حامد رضا ثالث، جامع اشرف کھوچھ شریف، اور ظہیر القادری جامعہ اشرف کچھوچھ شریف شامل ہیں۔ مظاہرۂ حسن قرأت میں علی الترتیب یہ طلبہ اول، دوم، سوم اور چہارم درجہ پر آئے، محمد آصف ملک علیمیہ جمد اشاہی، محمد شمشاد حسین علیمیہ جمد اشاہی، غلام جیلانی، امجد یہ گھوسی، جہانگیر احمد تنویر الاسلام، امرڈوبھا۔ مقابلۂ مضمون نگاری میں یہ طلبہ انعام کے مستحق قرار پائے۔ (۱) غلام نبی، جامعہ نظام الدین اولیاء، دہلی (۲) محمد حامد رضا ثانی، جامع اشرف کچھوچھ (۳) محمد قیام الدین، جامعہ نظام

الدین اولیاء دہلی (۴) محمد عارف جمال، جامعہ فاروقیہ، بنارس۔ مقابلۂ معلومات عامہ میں مندرجہ ذیل طلبہ نے انعامات حاصل کیے (۱) حامد رضا ثانی، جامعہ اشرف (۲) غلام مدثر رضوی، جامعہ نظام الدین اولیاء، دہلی، (۳) غلام احمد رضا، دارالعلوم وارثیہ، لکھنؤ۔ ۲۹ رجنوری کو ورک شاپ کا اختتامی اجلاس حضور صاحب سجادہ کی صدارت وسرپرستی میں منعقد ہوا، اس اجلاس حضور صاحب سجادہ حضرت مولانا سالم میاں مدظلہ العالی کے دست مبارک سے طلبہ کو اعزازی اسناد اور انعامات تقسیم کیے گئے۔ اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر مولانا اُسَیدُ الحق قادری نے فرمایا کہ ازہر شریف جانے کا جہاں ایک بڑا مقصد حصول علم تھا وہیں یہ بات بھی ہمارے ذہن میں تھی کہ وہاں کے نصاب اور نظام وغیرہ کا جائزہ لیا جائے تاکہ اس کی مفید باتوں سے یہاں ہم اپنے ملک میں استفادہ کرسکیں۔ اس قسم کے تربیتی ورک شاپ ازہر شریف میں اکثر منعقد ہوتے رہتے ہیں اور میں خود بھی ان میں شرکت کرچکا ہوں، اسی وقت دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی تھی کہ اس قسم کے ورک شاپ ہمارے یہاں بھی ہونا چاہیے، خدا کا شکر ہے کہ یہ خواب آج شرمندۂ تعبیر ہوا، اب ان شاء اللہ یہ ورک شاپ اسی طرح ہر سال منعقد ہوتا رہے گا اور ہماری کوشش ہوگی کہ اس کو طلبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے۔ مولانا خوشتر نورانی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ گزشتہ ۱۰/۱۵ سالوں میں ہماری جماعت میں جس علمی وفکری بیداری کے آثار نمودار ہوئے ہیں یہ ورک شاپ بھی اسی سمت میں ایک اہم اور بنیادی قدم ہے، یہ کام تو بہت پہلے ہونا چاہیے تھا مگر مجھے خوشی ہے کہ یہ قدم ایک خانقاہ اور ایک پیرزادہ کے ذریعے اٹھایا گیا ہے۔ اس قدم نے خانقاہوں کو بے علمی اور بے عملی کا طعنہ دینے والوں کو اپنے خیال پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کردیا ہے۔ حضور صاحب سجادہ نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ آج ہم جس آزمائشی دور سے گزر رہے ہیں اس سے نمٹنے کے لئے ہماری صفوں میں اتحاد واتفاق بہت ضروری ہے، ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم الگ الگ خانقاہوں، درسگاہوں، شخصیتوں اور علاقوں کے نام پر بٹ گئے ہیں، مجھے خوشی ہے کہ الازہر انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام اس ورک شاپ میں قادری وچشتی، رضوی واشرفی، برکاتی ونوری، مصباحی ونعیمی، اور نظامی وفیضی یہ تمام نسبتیں رکھنے والے طلبہ ۱۲ روز تک ایک ساتھ رہے، ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور انہیں ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع ملا۔ اس ورک شاپ کی علمی وفکری افادیت اور اہمیت اپنی جگہ مگر میری نظر میں اس کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہے کہ یہ جماعت اہل سنت میں اتحاد واتفاق، اور رواداری کے لئے نئی نسل کی ذہن سازی کرنے کا ذریعہ بنا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ورک شاپ میں شرکت کرنے والے تمام طلبہ کے قیام وطعام کا اعلیٰ انتظام الازہر انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے کیا گیا تھا، اور طلبہ کو آمدرفت کا کرایہ بھی انسٹی ٹیوٹ نے پیش کیا جام نور میں ورک شاپ کا اعلان شائع ہونے پر بہت سارے علماء مشائخ، اور دانشوران نے الازہر انسٹی ٹیوٹ کو فون یا خط کے ذریعہ اس انقلابی قدم پر مبارک باددی اور حوصلہ افزائی کی، انسٹی ٹیوٹ ان سب کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

[رپورٹ......محمد اشفاق، الازہر انسٹی ٹیوٹ، بدایوں (یوپی)]

نوٹ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، پروفیسر دلاور خاں، صدر، جنرل سکریٹری و جوائنٹ سکریٹری ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی اپنی وتمام اراکینِ ادارہ کی جانب سے الازہر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، بدایوں کے سرپرستِ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا سالم میاں صاحب اور ڈائریکٹر حضرت مولانا اُسَیدُ الحق عاصم میاں حفظہما اللہ تعالیٰ کو اس تعلیمی وتربیتی و فروغِ تحریکِ یکجہتیِ اہلسنّت ورکشاپ کے کامیاب انعقاد پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ الازہر انسٹیٹیوٹ کی ان کاوشوں کو جہاں ہماری جدید اور آنے والی نسل کے ذہنی افق کی وسعت اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق علمی وتحقیقی پیش رفت کا ذریعہ بنائے وہیں اہلِ سنت کے نوجوانوں کے اندر یکجہتی، اتحاد واتفاق اور اخلاص کا سبب بنائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

دور ونزدیک سے ......

خطوط کے آئینے میں

ترتیب: عمار ضیاء خاں

محمد سیف العالم صاحب،

نائب پرنسپل: جامعہ احمدیہ سنیہ مدرسۃ البنات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد، تسلیمات اسنیٰ وتحیات حسنی کے بعد خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ جناب والا کے خدمت بابرکت میں اس عاجز کی پہلی مرتبہ مراسلات، مسرّت کی باعث ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے فکدکار حوالی شہر مدرسہ طیبہ اسلامیہ سنّیہ فاضل کے محترم پرنسپل حضرت مولٰنا بدیع العالم رضوی صاحب زیدمجدہ کے واسطہ سے جناب والی کی خدمت میں عاجز کی چند گزارش پیش خدمت ہیں:

عاجز (عرض گذار) انجمن رحمانیہ احمدیہ سنیہ کے مدرسۃ البنات میں نائب پرنسپل کے عہد پر خدمت میں مصروف ہوں۔ دینی مدرسہ کی خدمت کی مصروفیات میں حضرات کرام کی سلسلے میں کچھ اور خدمات اگر نصیب ہوجائے یہ ذریعہ نجات وکونین کی فلاح کا سامان ہوگا۔

مذکورہ نظریہ کے پیش نظر عاجز سلسلۂ عالیہ قادریہ کے شیخ المشائخ شہسوارِ عاشقاں وسالارِ قافلۂ محبوباں' خواجۂ خواجگاں صاحبِ مجموعۂ صلوات الرسول، خواجہ عبدالرحمٰن چھوروی علیہ الرحمۃ والرضوان لازالت ظلہ علینا کی حیات وخدمات پر ایم فل کرنے کے ارادہ سے گذشتہ ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۳ء سیشن میں کوشٹیا اسلامک یونیورسٹی کی شعبہ القران اینڈ اسلامک اسٹیڈیز کے سربراہ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالودود صاحب کے ماتحت رجسٹریشن کرائی ہے۔ گذشتہ جولائی ۲۰۰۵ء میں ایم فل کورس ورک امتحان میں بحمداللہ آپ حضراتِ کرام کے فیوضات ومہربانی سے نمایاں پوزیشن ملی ہے اوراب موضوع کو پی۔ ایچ۔ ڈی۔ میں منتقل کرادیا گیا ہے۔ اس بناء پر ''علامہ عبدالرحمٰن چھوروی: درسِ اسلامیہ وفن ادب میں انکے کارنامے''۔ عنوان پر تھیسس لکھنے کا ابتدائی کاروائی کا آغاز ہوچکا ہے۔

مذکورہ عنوان پر کافی مواد کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں اسوقت میرے سامنے پروفیسر مسعود احمد صاحب قبلہ مدّ ظلہ العالی کی عظیم کتاب افتتاحیہ موجود ہے، مواد کیلئے بڑا وسیلہ ہے۔

حضرت کی خدمتِ عالیہ میں امیدوار ہوں کہ مذکورہ عنوان پر اِس عاجز کو ضروری مواد اور ہر قسم کا تعاون چاہیے۔ حضرت کے رہنمائی ورہبری میرے لئے وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اِس عاجز نے رضویات کے سلسلے میں پورے عالم اسلام میں آپکی خدمات اور صحیح معنیٰ میں اہلسنت والجماعت کی اشاعت کیلئے اخلاص اور تعاون کا بیان سن کر نہایت مسرت وحیرت ہوئی۔ اس سے مجھے ہمت ہوئی، اور تھیسس کے متعلق آپ حضرات کے تعاون کی اُمید ہوئی۔

حضرت مولانا رضوی صاحب سے ماہنامہ معارف رضا کی چند کاپیوں سے خواجہ چھوروی علیہ الرحمۃ والرضوان کے متعلق مقالہ اور کچھ رپورٹ مجھے دستیاب ہوئی۔ بالخصوص اپنے دیس بنگلہ دیش میں آپکی سفرنامہ کا مطالعہ کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ تمام حضرات بالخصوص ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، پاکستان کے تمام ارکین حضرات کرام کی خدمات سے فقیر مستفیض ہونا چاہتا ہے۔

اللہ جلّ شانہ بطفیل سرور کائنات ﷺ آپ حضرات کی مساعی جمیلہ قبول فرمائے اور دربار الٰہی میں جناب والا کی طوالت حیات ومزید دینی خدمات کی توفیق مانگتا ہوں۔

امین بجاہ سید المرسلین ﷺ

والسلام مع الاکرام

پروفیسر اسلم پرویز،

السلام علیکم!

معارف رضا اپنی نوعیت کا بے مثال اور منفرد مجلّہ ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لوگوں کے قلب وذہن میں عشقِ رسالت مآب ﷺ کی قندیلیں روشن کررہا ہے اور عبقری

الشرق رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آسمانِ محبت پر علم و عرفان کے ستارے جگمگا رہا ہے۔ اہل علم کی فکر کو افکارِ رضا سے منور کر رہا ہے۔ اِس طرح وہ نابغۂ عصر، جس کے کارناموں پر پراپیگنڈہ کی دُھول جم رہی تھی، ہر خاص و عام کے دِل پر راج کرنے لگا اور اس کا صاف اور اُجلا رُخِ زیبا صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے آیا۔ گویا ایک طرح سے ''معارفِ رضا'' قافلۂ عشقِ رسالت مآب ﷺ کا حدی خواں ہے۔

خاکسار کا ایک مضمون بعنوان۔ ''امام احمد رضا رحمۃ علیہ اور شانِ الوہیت (ترجمۂ قرآن کی روشنی میں)'' حاضر خدمت ہے۔ معیار کے مطابق پائیں تو ''معارف رضا'' میں شائع فرمادیں۔ شکریہ

کارِ لائقہ سے یاد فرمائیں۔

محمد صادق قصوری

''معارفِ رضا'' کا سالنامہ 2006ء باصرہ نواز ہوا۔ کرم فرمائی کیلئے شکر گزار ہوں۔ اللہ کریم جزائے خیر سے نوازے اور دین و دنیا میں خوش و خرم رکھے۔

''سالنامہ صوری و معنوی'' خفی و جلی، ندرت و تنوع، مضامین کی جامعیت، صداقت و ثقاہت اور تحقیق و تنقید کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ یوں تو تمام مضامین ہی ظاہر و باطنی لحاظ سے قابلِ قدر ہیں مگر ''اداریہ'' (چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرہ تیرا) آپ کی اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت قدس سرہٗ العزیز سے عقیدت و محبت کا بے مثال مظہر ہے۔ آپ نے ''ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا'' کی خدماتِ جلیلہ کی تفصیل کی جس طرح منظر کشی کی ہے، انتہائی قابلِ داد ہے۔ حضرت سید ریاست علی قادری علیہ الرحمہ نے جس پودے کو اپنے خونِ جگر سے سینچا تھا، اب وہ آپ حضور کی نگرانی، سرپرستی اور جانفشانی سے برگ و بار پاکر پوری دنیا کو مستفید و مستفیض کر رہا ہے۔ احقر آپ کی ہمّت، جرأت اور سعی و کاوش کو سلام کرتا ہے۔

''مکاتیبِ رضا میں انشاء پردرزی کی خوبیاں'' والے مضمون میں آپ نے جس تحقیق، جستجو اور کاوش سے مکتوب نگاری کے ادبی، علمی اور تاریخی پہلوؤں پر ماہرانہ خامہ فرسائی کی ہے وہ صرف آپ کا ہی حصّہ ہے۔ آپ کے اِس مضمون سے اِس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے کئی راہیں کھلتی ہیں جن پر گامزن ہوکر وہ بآسانی منزلِ مراد پاسکیں گے۔ آپ نے ''مکاتیب رضا'' کے محاسن جس انداز، جس فکر اور جس طرز اور نظر سے بیان فرمائے ہیں سنّیت کی تاریخ میں اسکی مثال ناپید ہے۔ اللہ کریم آپ کا سایہ ہما پایہ تادیر سلامت رکھے۔

باقی مضامین بھی نہایت معیاری اور معلوماتی ہیں۔ خلیل احمد رانا نے پروفیسر محمد اسلم کے ''سفرنامۂ ہند'' میں سنّیت دشمنی کے مرض کا شافی علاج کردیا ہے۔ اُن کا یہ تحقیقی مضمون ہماری آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے کہ ہم اپنے اکابر کے کارناموں کو مسخ کرنے والوں سے کس قدر خبر ہیں اور وہ لوگ تاریخ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے میں کتنے ہوشیار، بیدار مغز اور کامیاب نظر آتے ہیں۔

مولانا محمد شمشاد حسین رضوی (انڈیا) کا مضمون ''امام احمد رضا اور تحقیقاتِ آب'' پڑھ کر تو عقل دنگ رہ گئی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرّہ العزیز کی ''پانی'' پر تحقیق اِس قدر جامع، وسیع اور مسحور کن ہے کہ قاری بے ساختہ داد و تحسین کے ڈونگرے برسانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ واقعی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ جیسے نابغۂ روزگار صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اَفسوس کہ سنّیوں نے اپنے اِس امام، قائد اور عبقری کی قدر نہ کی۔ لیکن اُن کی رُوح اب خود اپنی عظمت و شوکت کا لوہا منوا رہی ہے۔ جیسے جیسے اُن کے علمی کمالات سامنے آرہے ہیں ایک دنیا معترف و معتقد ہو رہی ہے۔

اگر میں یہ کہوں کہ ؎

انسان کو ذرا بیدار تو ہولینے دو
ہر شخص پکارے گا ہمارے ہیں رضا

تو ذرّہ برابر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔

احقر آپ کو اور آپ کے پُرخلوص ساتھیوں کو ڈھیروں مبارکبادیں عرض کرتا ہے کہ آپ کی صبح و مسا کاوشوں نے ''پیغام رضا'' اور ''فکر رضا'' عالمگیر حیثیت اختیار کر رہا ہے، نہیں نہیں! اختیار کر چکا ہے۔

اللہ کریم آپ کی عمر و صحت، علم و عمل، فکر و نظر، تحقیق و جستجو، عشق و محبت، ذوق و شوق، قول و فعل، ظاہر و باطن، سعی و کاوش، زہد و عبارت، تقویٰ و طہارت اور عظمت و شوکت میں برکت عطا فرمائے۔

ع   اِیں دُعا از من از جملہ جہاں آمین باد!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

رضا کی ادویات ۔ بے مثل خصوصیات

رضا کی دیگر مؤثر ادویات میں سے چند ایک نظر میں

نام دوا	قیمت	فوائد واستعمالات
انرجیک سیرپ ENERGIC Syrup	75/=	اعضائے رئیسہ وشریفہ (دل، دماغ، جگر) کی حفاظت کرتا ہے۔ جسم کوخون سے بھرپور کرتا ہے۔ ضائع شدہ توانائی بحال کرتا ہے۔
کف کل سیرپ COUGHKIL Syrup	30/=	خشک اور بلغمی کھانسی، کالی کھانسی، شدید کھانسی، دورے والی کھانسی، دمہ اور امراضِ سینہ میں بے حد مفید ہے۔
لیور جک سیرپ LIVERGIC Syrup	50/=	ضعفِ جگر، یرقان، ورم جگر، ہیپا ٹائٹس، جگر کا بڑھ جانا، جگر کا سکڑ جانا، ورم پتہ، مثانہ کی گرمی، سینہ اور ہاتھ پاؤں کی جلن میں مفید ہے۔
پیورِفک سیرپ PURIFIC Syrup	45/=	چہرے کے داغ دھبے، کیل مہاسے، گرمی دانے، پھوڑے پھنسیاں، خارش، الرجی، داد، چنبل بواسیر بادی وخونی میں مفید ہے۔ اعلیٰ مصفّیِ خون ہے۔
گائنوجیک سیرپ GYNOGIC Syrup	110/=	ایام کی بے قاعدگی، رحم کی کمزوری، ورمِ رحم، عادتی اسقاطِ حمل، اٹھرا، کمر درد اور جملہ امراضِ نسوانی میں اکسیر ہے۔
لیکورک کیپسولز LIKORIC Capsuls	90/=	سیلان الرحم (لیکوریا)، حاد ومزمن کی مؤثر دوا ہے۔ اندام نہانی کے ورم اور سوزش کو دور کرتے ہیں، کیلشیم کی کمی، رحم اور متعلقاتِ رحم کو تقویت دیتے ہیں۔
عرقِ جگر ARQ-E-JIGAR	60/=	جگر وطحال کے جملہ امراض، درد جگر، ورم جگر، جلندھر، ہیپا ٹائٹس کی جملہ اقسام میں مناسب بدرقات کے ساتھ حیرت انگیز نتائج کا حامل ہے۔
شربتِ بادام SHARBAT-E-BADAM	110/=	دماغ کو طاقت دیتا، حرارت کو تسکین دیتا ہے، سینہ وطبیعت کو نرم کرتا ہے۔
دافعِ جریان کورس DAF-E-JIRYAN Course	300/=	کثرتِ احتلام، جریان، سرعتِ انزال، ذکاوتِ حس اکسیر ہے۔
روزک سیرپ ROSIC Syrup	150/=	فطری قوت مدبرہ بدن کو بیدار کرتا ہے۔ ہاضمے کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔ جگر اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے۔ خواتین کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ زچہ وبچہ میں خون کی کمی کو دور کرتا ہے۔
کڈٹانک سیرپ KIDTONIC Syrup	27/=	بچوں کو قبض، اپھارہ، نفخ، پیچش، قے دست، کھانسی، نزلہ، زکام، بخار اور گلے کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جسم کو طاقت دیتا اور غذائی کمی، خون کی کمی اور کیلشیم کی کمی کو پورا کرتا ہے۔
کشش (بریسٹ کریم) KASHISH Breast Cream	150/=	اکثر خواتین ایک ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد نسوانی خوبصورتی کھودیتی ہیں۔ کشش (بریسٹ کریم) بریسٹ کو سڈول، خوبصورت اور پُرکشش بناتی ہے۔

ریٹائرڈ پرسن، انویسٹر، ہول سیلرز، میڈیکل/سیلز ریپ، فری لانسرز، ڈسٹری بیوٹرز و مارکیٹرز متوجہ ہوں۔ اپنے شہر، قصبے اور گاؤں میں رضا لیبارٹریز کی مایہ ناز ہربل ادویہ کی فرنچائز مارکیٹنگ کے لئے رابطہ فرمائیں۔ پرکشش پیکج، سیمپل، لٹریچر، اسٹیشنری اور پبلسٹی بذمہ کمپنی۔

امام احمد رضا پر دستاویزی فلم

کراچی (پ ر) ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کے ایک اعلامیہ کے مطابق 22 ر جولائی کو شام 5 بجکر 20 منٹ پر پاکستان ٹیلی وژن کراچی اپنے پروگرام ٹی وی انسائیکلوپیڈیا میں امام احمد رضا خان پر ایک دستاویزی فلم پیش کر رہا ہے یہ فلم موصوف کی زندگی ان کے علمی، دینی، سیاسی اور فکری کارناموں پر مبنی ایک تحقیقی دستاویز ہوگی۔

امام احمد رضا پر پروگرام دوبارہ دکھانے کی اپیل

کراچی ۲۹ ر جولائی (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء پاکستان کراچی ڈویژن کے کنوینر سید ارشاد علی نے پاکستان ٹیلی وژن کارپوریشن کے پروگرام ٹی وی انسائیکلوپیڈیا میں امام احمد رضا پر معلوماتی پروگرام نشر کرنے پر پی ٹی وی کے چیئرمین کراچی سینٹر کے جنرل منیجر اور پروگرام پروڈیوسر آصف انصاری کا شکریہ ادا کیا ہے نیز ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو مبارکباد پیش کی جن کی کاوشوں سے یہ پروگرام ترتیب دیا گیا انھوں نے وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات سے مطالبہ کیا کہ یہ پروگرام موسم کی خرابی کی وجہ سے صوبہ میں مکمل دیکھا نہیں جاسکا لہٰذا اس پروگرام کا باقاعدہ اعلان کر کے دوبارہ نشر کیا جائے۔